Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماہنامہ اردو

ریویو آف ریلیجنز

(قادیان)

یعنی

دنیا کے مذاہب پر نظر

زیر ادارت

عبد القدیر نیاز

بابت ماہ رمضان المبارک ۱۳۶۳ھ مطابق ماہ ستمبر ۱۹۴۴ء

ماہ تبوک ۱۳۲۳ ہش

جلد ۴۳ ع ۹

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کلام الامام امام الکلام

(حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کا تازہ پُرمعارف کلام!)

کبھی حضور میں اپنے جو بار دیتے ہیں
ہوا و حرص کی دُنیا کو مار دیتے ہیں

وہ عاشقوں کیلئے بے قرار ہیں خود بھی
وہ بے قرار دلوں کو قرار دیتے ہیں

کسی کا قرض نہیں رکھتے اپنے سر پر وہ
جو ایک دے انہیں اسکو ہزار دیتے ہیں

عطا و بخشش و انعام کی کوئی حد ہے؟
جسے بھی دیتے ہیں وہ بیشمار دیتے ہیں

جو ان کے واسطے ادنیٰ سا کام کرتا ہے
وہ دین و دُنیا کو اُسکی سُدھار دیتے ہیں

جو دن میں آہ بھرے اُنکی یاد میں اِک بار
وہ رات پہلو میں اسکے گزار دیتے ہیں

بگاڑے کوئی اُن کیلئے جو دُنیا سے
وہ سات پُشت کو اُسکی سنوار دیتے ہیں

وہ جیتنے پہ ہوں مائل تو عاشقِ صادق
خوشی سے جان کی بازی بھی ہار دیتے ہیں

وہی فلک پہ چمکتے ہیں بن کے شمس و قمر،
جو دَر پہ یار کے عمریں گزار دیتے ہیں

وہ ایک آہ سے بیتاب ہو کے آتے ہیں
ہم اک نگاہ پہ سَو جان ہار دیتے ہیں

جو تیرے عشق میں دل کو لگے ہیں زخم اے جاں
اِدھر تو دیکھ وہ کیسی بہار دیتے ہیں!

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ

(ماہنامہ اردو)

ریویو آف ریلیجنز

یعنی

دنیا کے مذاہب پر نظر اور اہل مذاہب کا تشحیذ الاذہان

جلد ۴۳ | ماہِ رمضان المبارک ۱۳۶۳ھ مطابق ماہ ستمبر ۱۹۴۴ء | عدد ۹

فہرست مضامین

ظہورِ مصلح موعود اور ہماری ذمہ داریاں صفحہ ۲ — از جناب اخوند فیاض احمد صاحب زعیم خدام الاحمدیہ دار الفضل۔

ضوابط و مسائل علم میراث صفحہ ۲۱ — از مولانا ارجمند خانصاحب وائس پرنسپل جامعہ احمدیہ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ظہور مصلح موعود اور ہماری ذمہ داریاں

(از اخوند فیاض احمد صاحب زعیم خدام الاحمدیہ دار الفضل)

ع ـــ "روزِ جزاء قریب ہے اور رہ بعید ہے"

(الہام سیدنا حضرت امیر المومنین المصلح الموعود)

اس میں کوئی شک نہیں کہ الٰہی انعام اپنے ساتھ ہماری ذمہ داریوں کا ایک نیا دور لاتے ہیں۔ ہر بڑا رتبہ ذمہ داریوں کا ایک نیا دروازہ ہوتا ہے۔ اور ہر بڑی فضیلت افراد یا اقوام کو ایک نیا لائحہ عمل پیش کرتی ہے۔ ایک غریب مزدور جو کڑی محنت کرنے کے بعد بمشکل اپنے کنبہ کا پیٹ پالنے میں کامیاب ہوتا ہے۔ اگر اپنا اور اپنے اہل وعیال کا پیٹ کاٹ کر ایک پیسہ خدا کی راہ میں خرچ کرتا ہے تو یقیناً اس کی وہ ایک پیسہ کی قربانی اللہ تعالےٰ کے حضور قبول کی جائیگی۔ اور وہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک نیک اجر کا مستحق ہوگا۔ لیکن اس کے مقابل اگر ایک کروڑپتی بھی جسے اللہ تعالےٰ فارغ البالی اور دنیاوی عیش وتنعم سے وافر حصہ دیا ہے اور بغیر کوئی تکلیف اٹھائے وہ سینکڑوں روپے دین کے رستہ میں خرچ کرسکتا ہے، ایک ہی پیسہ خدا کے لئے خرچ کرتا ہے تو بے شک جہانتک مقدار کا تعلق ہے دونوں نے ایک ہی جیسی قربانی کی لیکن درحقیقت اس کروڑپتی کی قربانی غریب اور تنگدست مزدور کی قربانی سے بدرجہا کم ہے۔ کیونکہ خدا کی نعمتوں اور اس کی دی ہوئی دولت کا تقاضا ہے کہ کروڑپتی بھی خدا کی راہ میں اُسی نسبت سے خرچ کرے جس نسبت سے اُسے دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں متقیوں کی ایک علامت مما رزقنٰھم ینفقون بیان فرماتا ہے۔ اور یہاں پر اللہ تعالیٰ نے ینفقون کے ساتھ مما رزقنٰھم رکھ کر اس بات کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ قربانی صرف ینفقون ہی کا نام نہیں۔ کیونکہ ایک کروڑپتی بھی تو ایک پیسہ دے کر خدا کی راہ میں کچھ نہ کچھ خرچ کرتا ہے۔ بلکہ فرمایا مما رزقنٰھم ینفقون کہ سوال تو یہ ہے کہ ہم نے ایک شخص کو کتنا دیا ہے اور اس کے مقابل پر پھر وہ کتنا خرچ کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے جتنی قوت اور استعداد ایک شخص کو عطا فرمائی لازم ہے کہ وہ بھی اتنا ہی اپنی قوتوں کو خدا کی راہ میں خرچ کرے۔ اور ایسا کرکے ہی وہ مما رزقنٰھم ینفقون

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کا مصداق بن سکتا ہے۔

آج تک جتنی بھی انبیاء کی جماعتیں ہو گذری ہیں، ان سب پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بیش از پیش انعام نازل ہوئے۔ اور ہر جگہ اور ہر مقام پر اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت ان کے شامل حال رہی لیکن کیا باوجود اس قدر الٰہی تائیدات کے انہوں نے اپنا وقت بیکار گذار دیا؟ بنی اسرائیل کی عبرت انگیز مثال ہمارے سامنے موجود ہے۔ اللہ تعالےٰ نے انہیں بہت بڑی بزرگی عطا فرمائی۔ اور بے شمار انعامات کا وارث ٹھہرایا۔ نادان سمجھے کہ یہ سب کچھ ان کی گذشتہ مصائب کا صلہ تھا۔ اور اب اس آسائش کی دنیا میں صرف آرام کا لطف اٹھانا ہی ان کا کام رہ گیا تھا۔ ان کے دلوں سے احساس ذمہ داری جاتا رہا۔ وہ اس عظیم الشان اور بلند مقام سے گرتے گئے، گرتے گئے، جس پر انہیں کھڑا کیا گیا تھا اور جس جگہ اپنی ذمہ واریوں اور اپنے فرائض کا کماحقہٗ پاس کرنے سے وہ اللہ تعالےٰ کی محبت کو زیادہ سے زیادہ جذب کر سکتے تھے۔ اور آخر کار بَآؤُا بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰہِ۔ وہ خدا کے غضب کا شکار ہو گئے۔

پس ہر نئی فضیلت اور ہر نیا مرتبہ جو انسان خدا تعالےٰ سے پاتا ہے، خواہ وہ انفرادی رنگ رکھتا ہو یا جماعتی اپنے ساتھ ذمہ واریوں کا ایک نیا پروگرام لاتا ہے۔ جس طرح ایک طالب علم اپنی گذشتہ سال کی محنت اور مطالعہ کے صلہ میں اگلے درجہ کی طرف بڑھا دیا جاتا ہے لیکن یہ ترقی اس کے سامنے نئی کتابیں اور ایک نیا تعلیمی پروگرام رکھتی ہے۔ یا جس طرح ایک ادنیٰ ملازم اپنے ذاتی اوصاف اور قابلیت کی بدولت کسی اعلےٰ آسامی کو حاصل کر لیتا ہے۔ مگر ساتھ ہی اس کی ذمہ واریوں میں بھی اضافہ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ کا دیا ہوا انعام ایک انسان یا جماعت کے فرائض کے دائرہ کو وسیع سے وسیع تر بنا دیتا ہے۔

"المصلح الموعود" ___ خدا کی قدرت اور رحمت اور قربت اور اس کے فضل اور احسان کا نشان ___ ایک عظیم الشان الٰہی نعمت ہے۔ جس کا وعدہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آج سے اٹھاون (۵۸) برس قبل ان الفاظ میں دیا گیا:-

"میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں۔ اسی کے موافق جو تو نے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرعات کو سنا۔ اور تیری دعاؤں کو بپایۂ قبولیت جگہ دی۔ اور تیرے سفر کو (جو ہوشیارپور اور لدھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور قُربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے۔ اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجہ سے نجات پاویں۔ اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں۔ اور تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو۔ اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے۔ اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے۔ اور تا لوگ سمجھیں کہ مَیں قادر ہوں۔ جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔ اور تا وہ یقین لائیں کہ مَیں تیرے ساتھ ہوں۔ اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفےٰ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ایک کھُلی نشانی ملے۔ اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔"

"سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام تجھے ملیگا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریّت و نسل ہوگا۔

خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس رُوح دی گئی ہے۔ وہ رجس سے پاک ہے وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ اور صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دُنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور رُوح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے۔ کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم۔ اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنیوالا ہوگا ـــــ دو شنبہ ہے مبارک دو شنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الاوّل و الآخر مظہر الحق و العلاء کان اللہ نزل من السماء۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور۔ جس کو خدا نے اپنی رضا مندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی رُوح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھیگا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔

وکان امرًا مقضیًّا۔" (اشتہار ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء)

واقعات تو ثابت کر ہی چکے تھے، کہ وہ فرزندِ موعود، وہ زمین کے کناروں تک شہرت پانیوالا آسمانی نور — حضرت فضل عمر مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی کا وجود ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے بھی آخر قطعی طور پر ظاہر فرما دیا۔ کہ مذکورہ بالا پیشگوئی کے مصداق حضور ہی ہیں۔ اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے پہلے تو ۲۸ر صلح ۱۳۲۳ ہش کے خطبۂ جمعہ میں یہ اعلان فرمایا:۔

"وہ پیشگوئی جو مصلح موعود کے متعلق تھی خدا تعالیٰ نے میری ہی ذات کے لئے مقدر کی ہوئی تھی۔"

"خدا تعالیٰ نے اپنی مشیت کے ماتحت آخر اس امر کو ظاہر کر دیا۔ اور مجھے اپنی طرف سے علم بھی دے دیا کہ مصلح موعود سے تعلق رکھنے والی پیشگوئیاں میرے متعلق ہیں۔"

"میں خدا تعالیٰ کے فضل سے یقین اور وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے یہ پیشگوئی میرے ذریعہ سے ہی پوری کی ہے۔"

اور اس کے بعد ہوشیارپور، لاہور، لدھیانہ اور دہلی میں ہزارہا کے مجموں کے سامنے حضور نے حلفیہ طور پر مصلح موعود ہونے کا دعوےٰ فرمایا۔

ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ الٰہی انعام جہاں اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کا پیغام اس کے بندوں کو پہنچاتے ہیں وہاں وہ انہیں ذمہ واریوں کے ایک نئے میدان میں لا کھڑا کرتے ہیں۔ اور اس طرح اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی مثال ایک ایسے فتح نصیب جرنیل کی طرح ہوتی ہے۔ جو ایک فتح کا سہرا سر پر بندھتے ہی کسی دوسری مہم کی طرف روانہ ہو پڑتا ہے اور اسے بھی سر کر کے چھوڑتا ہے۔

مصلح موعود کے ساتھ دین اسلام کا غلبہ اور احمدیت کی زبردست ترقیات وابستہ ہیں۔ اور اس کا ظہور ہمارے لئے ترقی کی بہت سی راہیں کھولتا ہے۔ چنانچہ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے ۱۱ر تبلیغ ۱۳۲۳ ہش کے خطبۂ جمعہ میں فرماتے ہیں:۔

"اب خدا نے مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مثیل قرار دیا ہے۔ پس جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لانے والے صحابہؓ سے جا ملے اسی طرح وہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لوگ جو آج یا آئندہ میرے نقشِ قدم پر چلیں گے، جو میری اتباع میں اسلام اور احمدیت کے لئے ویسی ہی قربانیاں کریں گے جیسے صحابہؓ نے کیں، چونکہ مَیں مسیح موعودؑ کا مثیل ہوں اس لئے وہ مجھ پر ایمان لانے اور میرے نقشِ قدم پر چلنے کی وجہ سے مسیح موعودؑ کے صحابہؓ کے مثیل ہو جائیں گے۔ اور وہ چونکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کے مثیل ہیں اس لئے یہ بھی اس مماثلت کی وجہ سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ میں شامل ہو جائیں گے۔"

لیکن الٰہی قرب کے حصول کی یہ راہیں جن کی طرف مصلح موعود ہماری راہنمائی کرتا ہے درحقیقت ایک مسلسل جدوجہد اور پے در پے قربانیاں چاہتی ہیں۔ حضور فرماتے ہیں:۔

"مگر یہ مقام انسان کو حاصل نہیں ہو سکتا۔ جب تک وہ اپنی قربانیوں سے اس بات کو ثابت نہیں کر دیتا کہ وہ واقعہ میں اس مقام اور انعام کا مستحق ہے محض اس بات پر خوش ہو جانا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام آئے اور ہم آپؑ کے صحابی بن گئے تمہیں حقیقتاً اس مقامِ بلند کا مستحق نہیں بنا سکتا۔"

حضور آگے چل کر فرماتے ہیں:۔

"اس زمانہ میں خدا تعالےٰ نے تمہارے لئے کئی قسم کے سہارے بہم پہنچائے ہوئے ہیں اور تم ان سہاروں کے ذریعہ آسانی سے ان مقاماتِ قرب کو حاصل کر سکتے ہو۔ مگر قربانیاں بہرحال ضروری ہوں گی۔ پس اس بات پر خوش مت ہو کہ تمہارے لئے صحابیت کا دروازہ آج بھی کھلا ہے۔ اس دروازے کا کھلنا تمہارے لئے عمل کا موجب ہونا چاہیئے سُستی اور غفلت کا موجب نہیں ہونا چاہیئے۔ پہلے لوگوں پر ناامیدی کی وجہ سے سُستی طاری ہوئی۔ اور اب یہ ہو سکتا ہے کہ کچھ لوگ محض اس امید کی وجہ سے کہ دروازہ تو کھلا ہے جب چاہیں گے داخل ہو جائیں گے سُستی اور غفلت میں مبتلا ہو جائیں۔ اور اس دروازے کا کھلنا اُن کے لئے کسی خیر او ربرکت کا موجب نہ ہو سکے۔ پس یہ مقام تو تمہیں مل سکتا ہے مگر ملے گا قربانیوں کے بعد ہی۔ انہی قربانیوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے بعد جو صحابہؓ نے کیں۔ اور جن کا ذکر سُن کر آج بھی انسانی بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔"

حضور پھر فرماتے ہیں:۔

"مگر یہ مقام محض مُنہ کی لاف گزاف سے حاصل نہیں ہو سکتا۔ تم مُنہ سے ہزار مچاکے مارتے جاؤ اور کہو میں متنجن کھا رہا ہوں، میں پلاؤ کھا رہا ہوں، میں زردہ کھا رہا ہوں، تو تمہیں متنجن، پلاؤ اور زردہ کا مزہ نہیں آسکتا۔ تمہارا پیٹ اِن خالی مچاکوں سے بھر نہیں سکتا۔ اسی طرح تم محض خواہش سے صحابیت کا درجہ حاصل نہیں کر سکتے۔ تم یہ مقام حاصل کر سکتے ہو۔ مگر اس طرح کہ عمل کرو۔ اور ایسا عمل کرو کہ وہ تمہاری رگ رگ اور نس نس میں سمویا جائے۔"

فرمایا:۔

"رستہ بلاشبہ کھلا ہے۔ مگر یہ قربانیوں کا رستہ ہے۔ اور اس رستہ پر چلے بغیر تمہیں کچھ بھی نہیں حاصل ہو سکتا۔"

پس ظہور مصلح موعود "ہمارے لئے "دعوتِ عمل" کا درجہ رکھتا ہے۔ اور محنت اور کوشش کے ایک لمبے رستہ پر ہمیں چلانا چاہتا ہے۔ جس پر چلے بغیر ہم اپنی منزلِ مقصود کو نہیں پا سکتے۔

ابھی ہمیں بہت کام کرنا ہے۔ ہمارے سامنے ایک وسیع پروگرام ہے لیکن اب تک ہم اس کے لئے صحیح طور پر تیار نہیں ہو سکے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اپنے اسی خطبۂ جمعہ میں جس میں سے چند اقتباسات ہم اوپر نقل کر آئے ہیں، فرماتے ہیں:۔

"اسلام کی فتح اور کامیابی کے لئے کئی قسم کی جنگوں کی ضرورت ہے۔ اور کئی لڑائیاں ایسی ہیں جنکو آج بھی لڑا جائے تو اسلام کی فتح کا ایک نیا باب کُھل سکتا ہے۔ مگر چونکہ یقین نہیں ہوتا کہ اگر جماعت کو اس لڑائی کا حکم دیا گیا تو وہ پوری طرح اس کے لئے تیار بھی ہو گی یا نہیں۔ وہ اعلانِ جنگ کا جواب اپنے شاندار نمونہ سے دے گی یا سُستی اور غفلت کا نمونہ دکھائے گی۔ اس لئے ان جنگوں کو دوسرے وقت پر ملتوی کر دیا جاتا ہے۔ تاکہ جماعت سے اُس وقت قربانیوں کا مطالبہ ہو جب اس کا قدم مضبوط ہو اور اس میں اضمحلال کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آثار نہ ہوں۔ اس طرح وقت گذرتا جارہا ہے اور اسلام کی فتح کا دن ہم سے دُور ہوتا جارہا ہے"

حضور پھر فرماتے ہیں:۔

"جماعت میں ابھی ایسی تبدیلی پیدا نہیں ہوئی اور جماعت ایسے مقام پر نہیں پہنچی کہ اسے جو بھی حکم دیا جائے اُسے ماننے کے لئے وہ تیار ہو جائے"

یہ وہ عظیم الشان مقاصد جن کی تکمیل جماعتِ احمدیہ کے ہاتھوں ہونا مقدر ہے۔ اور جو قریب ترین وقت میں ہو جانا چاہیئے۔ ہمارا آقا ابھی ہمارے قدم ان راہوں پر کمال مستعدی اور پورے استقلال کے ساتھ پڑتے نہیں دیکھتا۔ جن پر چل کر ان مقاصد کو پورا کیا جا سکتا ہے۔ اور ہماری سُست رفتاری اسلام کی فتح کے دن کو دُور ہٹائے جا رہی ہے۔ حالانکہ وقت آ گیا ہے اور بالکل سر پر آن پہنچا ہے کہ احمدیت اپنی فتح کے نقارے بجاتی ہوئی اس خلاء کو پُر کرتی چلی جائے جو باطل قومیں آپس میں ہی سر پھوڑ کر اس کے لئے پیدا کرتی جا رہی ہیں۔

باوجود جماعت کے یقین اور واقعات کے مؤید ہونے کے اتنے عرصہ کے بعد آج اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق انکشاف یہ بتاتا ہے کہ اسلام کی عظمت اور شوکت کے اظہار کی گھڑی آن پہنچی ہے۔ اور فرشتے ہر قسم کے ساز و سامان سے لیس ہو کر اقوامِ عالم کو احمدیت کے جھنڈے تلے لانے کے لئے صرف اللہ تعالیٰ کے اشارہ کے منتظر کھڑے ہیں۔ اور اس کے مقابل جماعت کا صحیح طور پر تیار نہ ہونا، اُسے نہایت تیزی کے ساتھ آگے بڑھنے اور اپنے اندر اطاعت، استقلال، سرگرمی اور خدا کی راہ میں ہر قسم کی قربانی کرنے کی صحیح رُوح پیدا کرنے کی پُر زور دعوت دیتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے ۴ ارشہادت ۱۳۲۳ ہش کے خطبہ جمعہ میں فرماتے ہیں:۔

"اللہ تعالیٰ یقیناً ایک دن ایسا لائے گا۔ جب دُنیا کی حکومتیں اور طاقتیں ہمارے قبضہ میں آجائیں گی۔ مگر جب ان حکومتوں کو سنبھالنے کی ہمارے اندر قابلیت نہیں ہوگی۔ جب تعلیم کے لئے ہمارے پاس مدرّس نہیں ہوں گے۔ جب وعظ و نصیحت کے لئے ہمارے پاس علماء نہیں ہوں گے۔ جب روحانیت کا درس دینے کے لئے ہمارے پاس عارف نہیں ہوں گے۔ جب تبلیغ و تربیت کے لئے ہمارے پاس مبلّغ نہیں ہوں گے۔ جب زہد و اتقاء کی رُوح قائم کرنے کیلئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہمارے پاس سالک اور عابد نہیں ہوں گے۔ تو ہم اس وقت کیا کر سکیں گے۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ چونکہ اس جائیداد کو ہم سنبھال نہیں سکیں گے اسلئے وہ اسلام کے لئے فتح کئے ہوئے دل، وہ اسلام کے لئے فتح کی ہوئی جائیں، وہ اسلام کیلئے فتح کئے ہوئے قبائل، وہ اسلام کے لئے فتح کی ہوئی قومیں کچھ دن تو ہمارا انتظار کریں گی۔ مگر پھر ان کے دلوں پر زنگ لگنا شروع ہو جائے گا۔ پھر خدا کی جائیداد دوبارہ شیطان کے قبضہ میں جانی شروع ہو جائیگی"

حضور آگے چل کر فرماتے ہیں:-

"مجھے اس چیز کا دیر سے فکر تھا۔ اور متواتر اس مضمون کو میں نے اپنے خطبات میں بیان کیا ہے۔ مگر کل مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے جو بات معلوم ہوئی، اُس نے تو میری کمر توڑ دی ہے۔ میں نے کشفی حالت میں یہ نظارہ دیکھا کہ گویا آسمان کے فرشتوں کی آوازیں سُن رہا ہوں۔ مجھے بہت دفعہ کشفی حالت میں ملاء اعلیٰ کی آوازیں سُننے کا موقعہ ملا ہے۔ کل بھی ایسا ہی ہوا اور میں نے آسمان کے فرشتوں کو دیکھا کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک شعر پڑھ رہے ہیں۔ مگر کچھ تغیر کیساتھ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا شعر ہے ؎

یارو جو مرد آنے کو تھا وہ تو آچکا
یہ راز تم کو شمس و قمر بھی بتا چکا

مگر میں خواب میں فرشتوں کے پڑھنے کی جو آواز سُنتا ہوں۔ اس میں پہلے دو لفظ بدلے ہوئے ہیں۔ یعنی فرشتے ـــــ یہ کہتے ہیں کہ ؎

سوچو جو شخص آنے کو تھا وہ تو آچکا
یہ راز تم کو شمس کو قمر بھی بتا چکا

اور میں سمجھتا ہوں۔ کہ یہ تبدیلی اس زمانہ کے لحاظ سے نہایت مناسب ہے جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ شعر کہا اس وقت ہمارے سلسلہ کا ابتدائی زمانہ تھا۔ اور لوگوں کو اس رنگ میں اپیل کرنا مناسب تھا۔ مگر اب وہ زمانہ گذر چکا ہے۔ اور اب سلسلہ کی ترقی اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ لوگوں کو سوچنا چاہیئے۔ اور اس بارہ میں انہیں غور و فکر سے کام لینا چاہیئے۔ کہ جس شخص نے آنا تھا وہ تو آچکا ـــــ اسکے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بعد مجھ پر ایک الہام نازل ہوا جس نے میرے ہوش زائد اڑا دیئے وہ الہام یہ تھا۔ جو خود ایک مصرعہ کی شکل میں ہے۔ کہ ع

روزِ جزاء قریب ہے اور رہ بعید ہے

بڑے زور سے یہ الہام مجھ پر نازل ہوا اور بار بار اسے دُہرایا گیا۔ ـــــ مَیں نے اُسوقت جو اس الہام کے معنے سمجھے وہ یہ ہیں۔ کہ وہ تغیّراتِ عظیمہ جن کا پیشگوئیوں میں ذکر کیا گیا تھا اور اسلام اور احمدیت کے غلبہ کے ایام جن کی اللہ تعالےٰ کی طرف سے خبر دی گئی تھی، بالکل قریب آپہنچے ہیں۔ روزِ جزا اب سر پر کھڑا ہے۔ قدرت کا زبردست ہاتھ اس دن کو اب قریب تر لا رہا ہے۔ مگر

رہ بعید ہے

جماعت نے اس آنے والے دن کے لئے ابھی وہ تیاری نہیں کی، جو اسے کرنی چاہیئے تھی۔ اور ابھی اس نے وہ مقام حاصل نہیں کیا جو اس عظیم الشان یومِ جزاء کے انعامات کا اسے مستحق بنانے والا ہو۔ اسکے لئے ابھی بہت بڑا اور لمبا راستہ پڑا ہے۔ جسے اُسے طے کرنا ہے۔"

مصلح موعود کا کام جیسا کہ اس کے نام اور اس کے متعلق الہامات سے صاف ظاہر ہے اندرونی اور بیرونی اصلاح ہے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے اپنا ایک رویا یوں بیان فرماتے ہیں :-

"اس کے بعد پھر آنکھ لگنے پر مَیں نے دیکھا۔ کہ مَیں تقریر کر رہا ہوں۔ اور کہتا ہوں۔ کہ خدا تعالےٰ نے جو مجھے مثیلِ مسیح موعودؑ قرار دیا ہے اس کا یہی مطلب ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ میرے ہاتھوں سے دلوں کی اصلاح کرے گا۔"

(الفضل مورخہ ۲۰ احسان ۱۳۲۳ ہش)

اس وقت جبکہ دُنیا میں مادہ پرستی انتہائی عروج پر پہنچ چکی ہے اور طاقتور حکومتیں اپنی قوت اور دولت کے نشہ میں نتائج و عواقب سے بے نیاز ہو کر ایک دوسرے کو نیست و نابود کر دینے پر تلی ہوئی ہیں۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنی تمام قوتوں کو مجتمع کر کے شرک اور دہریت کی رَو میں بہتی ہوئی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دُنیا کو اسلام اور احمدیت کی طرف کھینچ لائیں۔ اور اِس دلفریب تہذیب و تمدّن کی چار دیواری کو جو درحقیقت خود پسندی کی بُنیادوں پر کھڑی کی گئی ہے۔ اور جسے بھٹکی ہوئی دُنیا نے اپنا مسکن قرار دے لیا ہے جڑوں تک سے اکھیڑ ڈالیں۔ اور اس کی جگہ خالص اسلامی عمارت تعمیر کریں۔

دُنیا میں اِس وقت تک بہت سی سیاسی، معاشری اور اقتصادی تحریکات معرضِ وجود میں آچکی ہیں جن کا مقصد عوام اور غرباء کی حالت کو سُدھارنا اور اُمراء کی طاقت کو توڑ کر نچلے طبقہ کو اسکے جائز حقوق دلانا بتایا جاتا ہے لیکن اِن تحریکات کی حامی اقوام اپنی اصل غرض کو بھول کر ایکدوسرے کا سر پھوڑنے کو چڑھ دوڑی ہیں۔ اور یہی ایک بہت بڑی دلیل ہے اُن کی ناکامی کی۔ وہ حقیقی منزلِ مقصود سے دُور ہوتی چلی گئیں۔ اُن کے خود ساختہ قوانین اُن کے لئے صحیح نجات کا دروازہ نہ کھول سکے۔ وہ جھنجھلا اٹھیں اور آخر ہمسایہ قوموں کو اپنے رستہ میں روک سمجھ کر انہیں مٹا ڈالنے کے لئے کھڑی ہوگئیں۔ پس آج دُنیا تسکین اور حقیقی نجات کی طالب ہے۔ وہ سچے امن کی متلاشی ہے اور ہمارا ۔۔۔ مصلح موعود کی جماعت کا ۔۔۔ فرض ہے۔ کہ خدا نے اپنے حصول کی جن راہوں سے ہمیں آگاہ فرمایا ہے ہم اُسے بھی اُن سے باخبر کردیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی فرماتے ہیں:۔

"ہمارے سپرد جو کام کیا گیا ہے وہ نہایت ہی اہم ہے۔ اور ایسے زمانہ میں یہ کام ہمارے سپرد کیا گیا ہے جب دہریت اور عیش پرستی انتہاء کو پہنچ چکی ہے۔ سائنس کے ذریعہ اسلام پر نئے نئے حملے کئے جا رہے ہیں۔ اور ایمان کے خلاف دُنیا میں ایک شدید زہریلی ہوا جاری ہے۔ دوسری طرف ظلم یہ ہو رہا ہے کہ آدھی دُنیا دوسری آدھی دُنیا پر حکومت کر رہی ہے ۔۔۔ تمام ایشیاء، تمام افریقہ الّا ماشاء اللہ۔ تمام جزائر الّا ماشاء اللہ سارے کے سارے غلامی اور ماتحتی میں اپنی زندگی گذار رہے ہیں۔ ان کے سارے حالات کو بدلنا اور محبت سے، پیار سے، نیکی سے، رأفت سے اور شفقت سے لوگوں کی اصلاح کرنا ہمارا کام ہے۔"

حضور پھر فرماتے ہیں:۔

"ہم نے اسلام کی حکومت دُنیا میں قائم کرنی ہے۔ ہم نے دُنیا میں وہ نظام قائم کرنا ہے، جو اسلام قائم کرنا چاہتا ہے۔ ہم نے ہر شخص کے لئے کھانا مہیا کرنا ہے۔ ہم نے ہر شخص کے لئے کپڑا مہیا کرنا ہے۔ ہم نے ہر شخص کے لئے مکان مہیا کرنا ہے۔ ہم نے ہر بیمار کے لئے علاج مہیا کرنا ہے۔ ہم نے ہر انسان کے لئے تعلیم کا سامان مہیا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کرنا ہے۔" (الفضل، رشہادت ۱۳۲۳ہش)

پس ہمارے سپرد ایک عالمگیر اسلامی نظام کی بنیاد رکھنے کا کام کیا گیا ہے۔ دُنیا کے ہر فرد کی تربیت و اصلاح ہمارے ذمہ لگائی گئی ہے۔ اور حصولِ مقصد کے لئے ہمیں اپنی تبلیغی کوششوں کو تاحدِ امکان تیز اور مکمل کرنا چاہئیے۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے سلمہ اللہ تعالیٰ اپنے ایک مضمون بعنوان "قوم کے لوگو ادھر آؤ کہ نکلا آفتاب" میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"اور چونکہ مصلح موعود کا کام جیساکہ اس کے نام اور اس کے ساتھ تعلق رکھنے والے الہامات سے ظاہر ہے، اندرونی اور بیرونی اصلاح ہے۔ اسلئے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کے دعوےٰ کا سب سے پہلا اور سب سے ضروری نتیجہ یہ ہونا چاہئیے کہ آپ کو ماننے والے آپ کے اس خداداد منصب کو لوگوں تک پہنچائیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس پیشگوئی کے پورا ہونے کو دُنیا کے سامنے ایک عظیم الشان آیت اور نشان کے طور پر رکھیں۔"

(فرقان "مصلح موعود نمبر" ص)

اصلاح خلق کا وہ عظیم الشان کام جو ہمارے سپرد کیا گیا ہے۔ اور ظہورِ مصلح موعود کے بعد جو ہمارا اوّلین اور سب سے ضروری مقصد بنکر رہ گیا ہے، درحقیقت اس وقت تک تشنہ ہی رہیگا جبتک جماعت کی اندرونی اصلاح مکمل نہیں ہو جاتی۔ چنانچہ اس بارہ میں پہلے ہم لکھ چکے ہیں اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبات سے اس کے متعلق اقتباسات بھی نقل کئے گئے ہیں۔ یہاں ہم قدرے اختصار کے ساتھ ان تحریکات کا ذکر کریں گے جو حضور نے تدریجاً جماعت کی اندرونی اصلاح کے لئے جاری فرمائیں:۔

تحریکِ جدید

تحریک جدید درحقیقت جماعت احمدیہ کی ترقی کے سلسلہ کی بُنیادی کڑی ہے اور جہاں اس کے ذریعہ جماعت کی اندرونی اصلاح مقصود ہے وہاں یہ اپنے اندر عظیم الشان عالمگیر اثرات بھی پوشیدہ رکھتی ہے۔ اور وہ تمام تحاریک جن کا اجراء اس کے بعد ہوا اگر غور سے دیکھا جائے تو اسی کا ایک حصہ ہیں۔ کیونکہ تحریک جدید کا القاء آہستہ آہستہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے دل میں ہوا اور رفتہ رفتہ یہ اپنے فوائد اور اثرات کو اُجاگر کرتی ہوئی پھیلتی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چلی گئی ہے۔ خود حضرت خلیفۃ المسیح فرماتے ہیں :۔

"اس (تحریک جدید) کی اہمیت کو میں خود بھی آہستہ آہستہ سمجھا۔ جب میں نے اس کے متعلق پہلا خطبہ پڑھا ہے تو اس میں تحریکِ جدید کے متعلق جسقدر باتیں میں نے بیان کیں، وہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے بطور القاء میرے دل میں ڈالی گئی تھیں۔ اور جس طرح اللہ تعالیٰ میرے دل میں ڈالتا چلا گیا میں ان باتوں کو بیان کرتا چلا گیا۔ پس حق یہ ہے کہ تحریک جدید کی کئی اغراض کو پہلے میں بھی نہیں سمجھا تھا۔ اور اسکے کئی فوائد اور حکمتیں میری نظر سے اوجھل رہیں۔" (تقریر "نظام نو" برموقعہ جلسہ سالانہ ۱۳۲۱ ہش)

اور تحریکِ جدید کی اہمیت کا ذکر حضور ان الفاظ میں فرماتے ہیں :۔

"تحریک جدید جس کا اجراء منشاء الٰہی کے ماتحت ہوا اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک عظیم الشان اسلامی مقصد کو پورا کرنے اور انسانیت کی جڑوں کو مضبوط کرنے کا بیج رکھا گیا ہے۔" (ایضاً)

یہ تحریک طوعی ہے اور جو چاہے اس سے باہر رہ سکتا ہے۔ مگر اس کا طوعی ہونا ایک بھاری مصلحت لئے ہوئے ہے۔ اور اس میں حصہ لینے والوں کو زیادہ ثواب حاصل کرنے کا موقعہ دیتا ہے۔ حضور فرماتے ہیں :۔

"تحریک جدید میں حصہ لینا اگرچہ میں نے اختیاری رکھا ہے۔ مگر اس کے یہ معنے نہیں کہ اس میں حصہ لینے سے کوتاہی کی جا سکتی ہے۔ یہ تحریک اختیاری تو میں نے اس لئے رکھی ہے کہ انسان کو زیادہ ثواب ان ہی تحریکوں میں حصہ لینے سے ہوتا ہے جو خود اختیاری ہوں۔" (خطبہ جمعہ ۱۲ دسمبر ۱۹۳۲ء)

پس تحریک جدید کا مقصد ثواب کے خواہشمندوں کو ایک موقعہ دینا اور اصلاح خلق اور اسلامی نظام کے قیام کے لئے جماعت احمدیہ کو تیار کرنا ہے۔ حضرت امیر المومنین ایک اور جگہ فرماتے ہیں :۔

"میرا طریقِ عمل تحریک جدید سے ظاہر ہے۔ میں جماعت کو اس طرف لا رہا ہوں کہ وہ اس مقام پر پہنچ جائے جو دین کے لئے قربانی کرنا چاہے آگے آجائے اور جو نہ کرنا چاہے وہ پیچھے رہ جائے۔ اس وجہ سے بعض لوگوں کی طرف سے تحریک جدید کی مخالفت کی جاتی ہے۔ کیونکہ منافق سمجھتا ہے کہ اس کیلئے موت آرہی ہے۔ اور اسکے چہرہ سے نقاب اُتر جائے گا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور وہ نمایاں ہو جائے گا“ (تقریر مجلس مشاورت ۱۹۳۶ء)

مجلس خدام الاحمدیہ کا قیام

بلا شبہ کسی جماعت یا قوم کی ترقی کا بہت کچھ مدار نوجوانوں پر ہوتا ہے۔ تحریک جدید جن بلند مقاصد کا پیش خیمہ ہے۔ اُنکے حصول کے پیش نظر جماعت احمدیہ کے نوجوانوں کی تنظیم کو کسی حالت میں نظر انداز نہیں کیا جاسکتا کیونکہ جب تک جماعت کا طبقہ کام کی اہلیت نہ رکھتا ہوگا اس وقت تک جماعت بیرونی قوتوں کے مقابلہ میں کوئی موثر قدم نہیں اٹھا سکتی۔ اس لئے تحریک جدید کے اجراء کے تین سال بعد ہی مجلس خدام الاحمدیہ کا قیام عمل میں آگیا۔ اور حال ہی میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے ہندوستان کے تمام پندرہ سے لے کر چالیس سال کے احمدی افراد کے لئے اس مجلس کا رکن ہونا فرض قرار دیا ہے۔

حضور مجلس خدام الاحمدیہ کی اہمیت یوں بیان فرماتے ہیں:۔

”خدام الاحمدیہ جیسی جماعت کا وجود ایک نہایت ہی ضروری اور اہم کام ہے۔ اور نوجوانوں کی درستی اور اصلاح اور ان کا نیک کاموں میں تسلسل ایک ایسی بات ہے جسے کسی صورت میں نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۰ ر فروری ۱۹۳۹ء)

حضور پھر فرماتے ہیں:۔

”میں دیکھ رہا ہوں کہ سلسلہ پر کیا کیا حملہ کیا جائے گا؟ اور میں دیکھ رہا ہوں کہ ہماری طرف سے ان حملوں کا کیا جواب دیا جائے گا؟ ایک ایک چیز کا اجمالی علم میرے ذہن میں موجود ہے۔ اور اسی کا ایک حصہ خدام الاحمدیہ ہیں۔ اور درحقیقت یہ روحانی ٹریننگ اور روحانی تعلیم و تربیت ہے اُس فوج کی جس فوج نے احمدیت کے دشمنوں سے مقابلہ میں جنگ کرنی ہے۔ جس نے احمدیت کے جھنڈے کو فتح اور کامیابی کے ساتھ دشمن کے مقام پر گاڑنا ہے بیشک وہ لوگ جو ان باتوں سے واقف نہیں وہ میری ان باتوں کو سمجھ نہیں سکتے ــــ کیونکہ آج نوجوانوں کی ٹریننگ اور اُن کی تربیت کا زمانہ ہے۔ اور ٹریننگ کا زمانہ خاموشی کا زمانہ ہوتا ہے۔ لوگ سمجھ رہے ہوتے ہیں کہ کچھ نہیں ہو رہا۔ مگر جب قوم تربیت پا کر عمل کے میدان میں نکل کھڑی ہوتی ہے تو دنیا انجام دیکھنے لگ جاتی ہے۔ درحقیقت ایک ایسی زندہ قوم جو ایک ہاتھ کے اٹھنے پر اُٹھے اور

ایک ہاتھ کے گرنے پر بیٹھ جائے دُنیا میں عظیم الشان تغیر پیدا کر دیا کرتی ہے۔" (الفضل ۷ اپریل ۱۹۳۹ء)

نوجوانوں کی اصلاح کیلئے دوسرا قدم
تعلیم الاسلام کالج

قادیان میں تعلیم الاسلام کالج کا اجراء نوجوانوں کی صحیح تربیت کا ایک دوسرا مؤثر ذریعہ ہے۔ ہندوستان کا نوجوان طبقہ جس اندھا دھند طور پر مغرب کی تقلید میں مصروف ہے، اور اخلاقی اعتبار سے جن گھناؤنے تاثرات کا حامل، وہ کچھ محتاج بیان نہیں۔ قوم کے نوجوانوں کو اس قسم کے بداثرات سے محفوظ رکھنے اور دُنیوی تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی علوم کی تعلیم بھی دینے کے لئے یہ کالج جاری کیا گیا ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ احمدیت کی آئندہ ترقیات کے ساتھ اس کالج کو گونہ وابستگی حاصل ہے۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا نہایت تاکیدی ارشاد ہے کہ احباب جماعت اپنے بچوں کو اس کالج میں بغرض تعلیم بھجوائیں اور اس کے لئے ہر ممکن مالی امداد بھی دیں۔

حضور کالج کی ضرورت کو ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں:-

"ضروری ہے کہ ہماری جماعت کے نوجوانوں کو انگریزی یا دُنیوی تعلیم اس رنگ میں دلائی جائے کہ بجائے اس کے کہ وہ تعلیم انہیں اسلام اور ایمان سے بے بہرہ کرنیوالی ہو، وہ ان کے دلوں میں اسلام کی صداقت پر زیادہ سے زیادہ یقین اور وثوق پیدا کرنیوالی ہو۔ بجائے اس کے کہ آئندہ سائنس اسلام پر کفر کو غالب قرار دے سکے سائنس کفر کو کھا جانیوالی اور اسلام کو غالب اور برتر ثابت کرنیوالی ہو۔ اور اس کی توپوں کا منہ اسلام کے قلعہ کی بجائے کفر کی طرف ہو۔ اور اسکے گولے کفر کی دیواروں کو گرا رہے ہوں۔"

مجلس اطفال الاحمدیہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

"یہ بات بھی غور کرنے کے قابل ہے کہ دینی علوم کی تحصیل کے لئے طفولیت کا زمانہ نہایت ہی مناسب اور موزوں ہے ...... طفولیت کا حافظہ تیز ہوتا ہے انسانی عمر کے کسی دوسرے حصہ میں ایسا حافظہ کبھی بھی نہیں ہوتا۔ مجھے خوب یاد ہے کہ طفولیت کی بعض باتیں تو اب تک یاد ہیں لیکن پندرہ برس پہلے کی اکثر باتیں یاد نہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلی عمر میں علم کے نقوش ایسے طور پر اپنی جگہ کر لیتے ہیں اور قویٰ کے نشوونما ہونے کی عمر کے باعث ایسے دل نشیں ہو جاتے ہیں کہ پھر ضائع نہیں ہو سکتے۔" (ملفوظات جلد اول ص۹۵)

چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے مجلس خدام الاحمدیہ کے ساتھ ہی مجلس اطفال الاحمدیہ بھی قائم فرمائی حضور فرماتے ہیں:۔

"قومی نیکیوں کے تسلسل کے قیام کے لئے یہ ضروری ہوتا ہے۔ کہ اس قوم کے بچوں کی تربیت ایسے ماحول اور ایسے رنگ میں ہو، کہ وہ ان اغراض اور مقاصد کو پورا کرنے کے اہل ثابت ہوں۔ جن اغراض و مقاصد کو لے کر وہ قوم کھڑی ہوئی ہے"

(الفضل ۲۲ را پریل ۱۹۳۸ء)

اسکے علاوہ حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا تازہ الہام۔ کہ:۔

"نفس انسانی کی اصلاح صغر سنی میں بہتر ہوتی ہے"

ہماری توجہ کو اطفال کی تنظیم اور تربیت کی طرف گہرے طور پر مبذول کراتا ہے۔

مجلس انصار اللہ

جماعت احمدیہ میں وہ لوگ جو چالیس سال سے اوپر عمر کے ہیں، مجلس انصار اللہ کے اراکین شمار کئے جائیں گے ۔۔۔ الٰہی جماعتوں کی ترقی صرف مادی اسباب کی محتاج نہیں ہوتی۔ اور صرف ظاہری وسائل سے ہی فائدہ اٹھانا انکا کام نہیں ہوتا۔ بلکہ خدا تعالےٰ غیب سے اپنے محبوب انسانوں کی نصرت فرماتا ہے اور خدمت دین اور اعلائے کلمۃ اللہ کی کچھ ایسی تڑپ اُن کے اندر پیدا کر دیتا ہے کہ ظاہری روکاوٹیں انہیں اپنے کام سے روک نہیں سکتیں۔ اور ظاہر ہے کہ دین کی خدمت کا یہ جوش جس کی بُنیاد محض قوتِ ایمان پر ہوتی ہے عمر اور جسمانی طاقت کی قید و بند سے آزاد ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہؓ میں جہاں ہمیں بہترین خادم دین نوجوان نظر آتے ہیں وہاں ہم بوڑھوں کو بھی اپنی فقید المثال قربانیوں کی وجہ سے اُن سے کچھ پیچھے نہیں پاتے۔ یہی حال جماعت احمدیہ کا ہے اور اس صورت میں جماعت کے بڑے بزرگوں کے تجربہ اور اُنکی دین کیخاطر قربانیوں کی تڑپ سے فائدہ نہ اٹھانا۔ ایک بہت بڑا نقصان مول لینا تھا۔ اور اسلئے انکی تنظیم کے لئے مجلس انصار اللہ کا قیام لازمی۔

لجنہ اماء اللہ

قومی ترقی کے لئے طبقہ نسواں کی اصلاح اور مناسب تربیت اشد ضروری ہے۔ لجنہ اماء اللہ کا مقصد احمدی خواتین کی تنظیم اور ان کے دلوں میں دین کی خدمت کا حقیقی جوش پیدا کرنا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہے۔ جب تک جماعت کی عورتیں احمدیت سے صحیح طور پر واقف نہ ہونگی اُس وقت تک وہ اپنی اولادوں کی عمدہ رنگ میں تربیت نہیں کرسکتیں اور نہ ہی جماعتی امور میں مردوں کا ہاتھ بٹا سکتی ہیں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کو الہاماً بتایا گیا ہے کہ:۔

"اگر تم پچاس فیصدی عورتوں کی اصلاح کرلو تو اسلام کو ترقی حاصل ہوجائے گی۔"

یہ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ قومی ترقی کے راستہ میں ابھی عورتوں کا قدم بہت پیچھے ہے۔ اور انہیں جلد جلد آگے بڑھنا چاہیئے۔

عظیم الشان تمدنی اصلاح

جب نوجوان اپنی ذمہ واریوں کو سمجھنے لگیں گے جب بچوں کے دلوں میں مذہب کا صحیح اقدام پیدا کردیا جائیگا۔ جب جماعت کا ہر طبقہ اپنے فرائض سے بخوبی واقف ہوجائے گا اور جب عورتیں اپنی کمزوریوں پر قابو پاچکینگی، اس وقت جماعت احمدیہ میں یقیناً ایک عظیم الشان تمدنی انقلاب آجائے گا۔ اور جماعت کی روحانیت کو ایک خاص جلاء حاصل ہوگی۔ اپنی اپنی جگہ اپنی ذمہ واریوں کا مکمل جائزہ لیکر ہر طبقہ دوسرے طبقہ کیساتھ مناسب سلوک کرنا سیکھ جائیگا اور ہم اپنی معاشرتی کمزوریوں کو دُور کرنے میں کامیاب ہو جائینگے جنکی طرف حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے ان الفاظ میں توجہ دلائی ہے:۔

"ہمیں اپنی تمدنی اصلاح کی طرف ابھی بہت بڑی توجہ کی ضرورت ہے۔ ابھی تک خاوندوں کے بیویوں سے اچھے تعلقات نہیں۔ بیویوں کے خاوندوں سے اچھے تعلقات نہیں۔ اولاد اپنے ماں باپ سے اچھے تعلقات نہیں رکھتی اور ماں باپ اپنی اولاد کے حقوق کی نگہداشت نہیں کرتے۔ دوستوں کے دوستوں اور ہمسایوں کے ہمسایوں سے اچھے تعلقات نہیں۔ دوکاندار گاہکوں سے اچھی طرح پیش نہیں آتے اگاہک تاجروں کا خیال نہیں رکھتے۔ قرض لینے والے قرض واپس کرنے کا خیال نہیں کرتے اور قرض دینے والے مقروض کی مجبوریوں کا خیال نہیں رکھتے۔ استاد شاگردوں سے اچھی طرح پیش نہیں آتے اور شاگرد استادوں کا احترام نہیں کرتے۔ غرض ہمیں تمدنی اصلاح کی ابھی بہت بڑی ضرورت ہے۔ جب تک ہماری تمدنی اصلاح نہیں ہوگی اُس وقت تک دل صاف نہیں ہونگے۔ اور جب تک دل صاف نہیں ہونگے ایمان پیدا نہیں ہوگا۔ اور جب تک ایمان پیدا نہیں ہوگا اللہ تعالےٰ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی محبت پیدا نہیں ہوگی۔" (خطبہ جمعہ فرمودہ ۴ ار شہادت ۱۳۲۳ہش)

ہم پہلے بتا چکے ہیں۔ کہ تحریک جدید عظیم الشان عالمگیر اثرات کی حامل ہے۔ کیونکہ اس سے جمع شدہ اموال کے ذریعہ ایک مستقل تبلیغی فنڈ قائم کیا گیا ہے، اور تبلیغ ہی واحد ذریعہ ہے دُنیا کی توجہ کو اسلام کی طرف پھیرنے کا۔ جماعت اپنی تبلیغی کوششوں کو ہر ممکن طور پر تیز کر کے ہی اس دن کو قریب لا سکتی ہے، جس دن اسلامی تمدن کا ایک ایسا عظیم الشان قلعہ تعمیر کر دیا جائے گا جو ساری دُنیا کو اپنی پناہ میں لے لے۔ دُنیا ایک نئی زمین اور نیا آسمان دیکھے گی اور ایک نئے نظام پر کاربند ہو گی۔

نظامِ وصیت

۱۹۰۵ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے "نظامِ وصیت" کی بُنیاد رکھی۔ اور جماعت احمدیہ کے ہر فرد کو وصیت کرنیکی پُر زور تلقین فرمائی۔ اور اس کی آمد کے ذریعہ "نظام نو" کے قیام کے لئے ایک عظیم الشان دروازہ کھول دیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی فرماتے ہیں:۔

"وصیت کے متعلق یہ خیال کرنا غلط ہے کہ اس کا روپیہ صرف تبلیغ اسلام پر خرچ کیا جا سکتا ہے۔ "الوصیت" کے الفاظ صاف بتا رہے ہیں کہ اس روپیہ سے کئی اور مقاصد کو بھی پورا کیا جائے گا۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے، ہر ایک امر جو مصالح اشاعت اسلام میں داخل ہے۔ جس کی اب تفصیل کرنا قبل از وقت ہے وہ تمام امور ان اموال سے انجام پذیر ہوں گے۔ یعنی آئندہ زمانہ میں اشاعت اسلام کی ایسی مصلحتیں ظاہر ہوں گی یعنی اسلام کو عملی جامہ پہنا کر اسکی خوبیوں کے اظہار کے مواقع ایسے نکلیں گے کہ ان پر وصیت کے روپیہ کو خرچ کرنا جائز ہی نہیں بلکہ ضروری ہو گا۔ پھر "یتیموں اور مسکینوں" کے الفاظ بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے استعمال فرمائے ہیں۔ اور بتایا ہے کہ اس روپے پر محتاجوں کا حق ہے۔ پس درحقیقت ان الفاظ میں اسی نظام کی طرف اشارہ ہے جو اسلام قائم کرنا چاہتا ہے۔ کہ ہر فرد بشر کیلئے کھانا مہیا کیا جائے۔ ہر فرد بشر کیلئے کپڑا مہیا کیا جائے۔ ہر فرد بشر کیلئے مکان مہیا کیا جائے۔ ہر فرد بشر کیلئے تعلیم اور علاج کا سامان مہیا کیا جائے۔ اور یہ کام ٹیکسوں سے نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح ہو سکتا ہے کہ جائدادیں لی جائیں اور اس ضرورت پر خرچ کی جائیں" (تقریر نظام نو)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وہ امور جن کی تفصیل میں پڑنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قبل از وقت خیال فرمایا اور فی زمانہ جنکا ظاہر ہو جانا اور جنکی طرف حضرت امیر المومنین کا ہمیں توجہ دلانا درحقیقت ہمیں زیادہ پختگی کیساتھ اس عقیدہ پر قائم کرتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ہی "مصلح موعود" ہیں اور ہمیں اپنی ذمہ داریوں پر گہرے طور پر آگاہ کرتے ہیں۔ اور تحریک جدید جو آج سے چند سال قبل جاری کی گئی تھی "نظام وصیت" یا "نظام نو" کے لئے بطور ارہاص کے ہے۔ چنانچہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں:۔

"غرض تحریک جدید گو وصیت کے بعد آئی ہے مگر اس کیلئے پیشرو کی حیثیت میں ہے۔ گویا وہ نظام نو کے مسیح کیلئے ایک ایلیاہ نبی کی حیثیت رکھتی ہے۔ اور اس کا ظہور مسیح موعودؑ کے غلبہ والے ظہور کیلئے بطور ارہاص کے ہے۔ ہر شخص جو تحریک جدید میں حصہ لیتا ہے وصیت کے نظام کو وسیع کرنے میں مدد دیتا ہے! اور ہر شخص جو نظام وصیت کو وسیع کرتا ہے وہ نظام نو کی تعمیر میں مدد دیتا ہے۔" (تقریر نظام نو)

فرمایا:۔ "پس تحریک جدید کیا ہے وہ خدا تعالیٰ کے سامنے عقیدت کی یہ نیاز پیش کرنے کیلئے ہے کہ وصیت کے ذریعہ تو جس نظام کو دنیا میں قائم کرنا چاہتا ہے اُسکے آنے میں ابھی دیر ہے۔ اسلئے ہم تیرے حضور اس نظام کا چھوٹا سا نقشہ تحریک جدید کے ذریعہ پیش کرتے ہیں تاکہ اُس وقت تک کہ وصیت کا نظام مضبوط ہو اس ذریعہ سے جو مرکزی جائداد پیدا ہو اس سے تبلیغ احمدیت کو وسیع کیا جائے اور تبلیغ سے وصیت کو وسیع کیا جائے۔" (ایضاً)

پھر حضور فرماتے ہیں:۔

"پس تم جلد سے جلد وصیتیں کرو تاکہ جلد سے جلد نظام نو کی تعمیر ہو۔ اور وہ مبارک دن آجائے جبکہ چاروں طرف اسلام اور احمدیت کا جھنڈا لہرانے لگے ——— اور دنیا اس نظام سے ایسے رنگ میں فائدہ اٹھائے کہ آخر اسے تسلیم کرنا پڑے کہ قادیان کی وہ بستی جسے کورِدہ کہا جاتا تھا جسے جہالت کی بستی کہا جاتا تھا اس میں سے وہ نور نکلا جس نے ساری دنیا کی تاریکیوں کو دور کر دیا جس نے ساری دنیا کی جہالت کو دور کر دیا جس نے ساری دنیا کے دکھوں اور دردوں کو دور کر دیا اور جس نے ہر امیر و غریب کو ہر چھوٹے اور بڑے کو محبت اور پیار اور اُلفت باہمی سے رہنے کی توفیق عطا فرما دی۔" (ایضاً)

مصلح موعود ظاہر ہو گیا، اسلام اور احمدیت کے غلبہ کی گھڑی آن پہنچی اور ساتھ ہی ہمیں ذمہ داریوں کی ایک گہری خلیج کے آگے لا کر کھڑا کر دیا گیا ہے جسے خدا پر کامل بھروسہ رکھتے ہوئے عبور کر کے ہی ہم منزلِ مقصود کو پا سکتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں:۔

"پس بہت بڑا کام ہے جو ہمنے سر انجام دینا ہے۔ بلکہ اتنے بڑے کام ہمنے کرنے ہیں کہ اگر ہم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انکو گننے لگیں تو شمار میں ہی نہ لا سکیں۔ یہ کام جب ہم نے کر لئے تو یوم الجزاء بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے آ جائیگا جب کفر کو تباہ کر دیا جائیگا اور اسلام کو غالب کر دیا جائیگا۔" (خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۴ ارشادت ۱۳۲۳ ہش)

پس ہمارا فرض ہے کہ ہم تحریک جدید کو ہر ممکن طور پر کامیاب بنائیں۔ مجالس اطفال الاحمدیہ، خدام الاحمدیہ، انصار اللہ اور لجنہ اماء اللہ کی اہمیت کو سمجھیں اور ان میں شریک ہوں۔ پورے انہماک کیساتھ اشاعتِ دین میں مصروف ہو جائیں اور "نظام وصیت" کو مضبوط کریں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ خدا کا یہ وعدہ اپنی آنکھوں سے پورا ہوتا دیکھیں :۔

"۔۔۔۔ تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجہ سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں۔ اور تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو۔ اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آ جائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کیساتھ بھاگ جائے۔ اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔ اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں۔ اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفیٰ ؐ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ایک کھلی نشانی ملے۔ اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔"

ربنا اننا سمعنا منادیا ینادی للایمان ان اٰمنوا بربکم فاٰمنا۔ ربنا فاغفر لنا ذنوبنا وکفر عنا سیاٰتنا وتوفنا مع الابرار ۝ ربنا واٰتنا ما وعدتنا علیٰ رسلک ولا تخزنا یوم القیٰمۃ انک لا تخلف المیعاد ۝

(آمین ثم آمین)

واٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین ۝

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ضوابط و مسائلِ علمِ میراث

تقسیمِ وِرثہ کے متعلق شریعتِ اسلامیہ کے احکام اور اسکی حکمت اور اہمیّت

(از جناب مولانا ارجمند خانصاحب وائس پرنسپل جامعہ احمدیہ)

(۱) اسلام میں تقسیم وراثت کا مسئلہ نہایت اہم اور پُر حکمت ہے۔ اس قدر پُر حکمت کہ آج وہ قومیں جنہیں اُن کے مذہب نے ورثہ کی تقسیم کے متعلق کوئی ہدایت نہیں دی یا ناقص ہدایات دی ہیں، وہ اسلامی تقسیم وراثت کی نقل اتار رہی ہیں اور اسے حکومت کے قوانین کے ذریعہ اپنے ہاں جاری کروانا چاہتے ہیں۔ اسلام یہ نہیں چاہتا کہ کسی طبقہ کے پاس دولت جمع ہو جائے بلکہ وہ چاہتا ہے کہ ہر مرنیوالے کی جائداد تمام اولاد، ماں باپ، بیوی، خاوند، یا بھائیوں اور بہنوں میں تقسیم ہو جائے۔ اور چاہتا ہے کہ مال مختلف لوگوں میں چکر لگاتا رہے اور ترقی کا میدان ہر ایک کے لئے کھلا رہے۔ یورپ میں ساری جائداد بڑے بیٹے کے نام منتقل ہو جاتی ہے مگر اسلام میں تمام اولاد وارث قرار دی جاتی ہے۔ پس اسلام نہ اس اصل کو تسلیم کرتا ہے کہ قوم کی ساری دولت سمٹ کر چند ہاتھوں میں آجائے*۔ پس وراثت کی تقسیم کا مسئلہ خود اس امر کا درخشندہ ثبوت ہے کہ مذہب اسلام ضرورتِ حقّہ کے ماتحت انسانوں کی بہبودی کیلئے عرش سے فرش پر نازل کیا گیا ہے۔ چنانچہ تاریخِ عالم پر غور کرنے سے ہمیں قرآن کریم کے اس دعوے کی صداقت پر ایمان لانا پڑتا ہے کہ جن قوموں نے ان احکام کو اپنایا اور ان پر عمل کیا وہ دنیا میں صحیح امن کو قائم کرنیوالی ثابت ہوئیں، اور جنہوں نے اِن اصول کو صحیح تسلیم نہیں کیا، اور

*اور نہ اِس اصل کو تسلیم کرتا ہے کہ افراد کو کسی کی ذاتی جائداد میں کوئی دخل نہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خودساختہ اصول کو دُنیا کے سامنے رکھا یا ان کو صحیح تسلیم کر کے ان پر عمل پیرا نہ ہوئے انہوں نے دُنیا میں بدامنی پیدا کی وہ خود بھی ذلیل ہوئے اور دوسروں کو بھی ذلیل کیا۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تلك حدود الله ومن يطع الله ورسوله يدخله جنّٰت تجري من تحتها الانهٰر خٰلدين فيها وذٰلك الفوز العظيم۔ ومن يعص الله ورسوله ويتعدّ حدوده يدخله نارًا خالدًا فيها وله عذابٌ مّهينٌ۔ (نساء ع۲)۔ کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر تقسیم ورثہ کے بارے میں جو قیود اور پابندیاں عائد کی ہیں جو بھی تم میں سے اپنے آپ کو ان قیود کا پابند قرار دے گا اس کو فوز عظیم حاصل ہوگا۔ اور جو ان پابندیوں سے اپنے آپکو آزاد کریگا وہ اس دُنیا میں ذلّت و ادبار کا مُونہہ دیکھیگا۔ اسی لئے حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے بھی بروقت اس تحریک کو جماعت کے سامنے رکھکر اس پر گامزن ہونے کے لئے جماعت سے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر عہد لیا۔ (ملاحظہ ہو اقتباس از تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۴۲ء موسومہ بہ نظامِ نَو) حضور تقسیم ورثہ کی اہمیت کے متعلق فرماتے ہیں :۔

"اگر غور کیا جائے تو تمدن میں خرابی واقع ہونے کا ایک بہت بڑا سبب یہ ہوتا ہے کہ جائدادیں تقسیم نہیں ہوتیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ چند لوگوں کے قبضہ میں رہتی ہیں اور غرباء کو جائداد پیدا کرنے کا موقعہ نہیں ملتا۔ اسلام نے اس نقص کو دُور کرنے کے لئے ورثہ کے تقسیم کئے جانے کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ اسلامی احکام کے مطابق ہر مرنے والے کی جائداد اس کے ورثاء میں تقسیم ہو جاتی ہے۔ اور ماں کو، باپ کو، بیٹوں کو، شوہر کو، بیوی کو غرض ہر ایک کو اس کا مقررہ حق مل جاتا ہے۔ اور کسی شخص کو اختیار نہیں کہ وہ اس تقسیم کو اپنی مرضی سے بدل دے۔ بلکہ قرآن کریم یہ ہدایت دیتا ہے کہ اگر تم اس رنگ میں جائداد کو تقسیم نہیں کروگے تو گنہگار ٹھہروگے اس کے مقابلہ میں جو دوسرے مذاہب ہیں ان میں سے کسی میں صرف پہلے بیٹے کو وارث قرار دیا گیا ہے اور کسی میں کسی اور کو۔" (جلسہ سالانہ ۱۹۴۲ء کی عظیم الشان تقریر الموسومہ بہ نظامِ نو سے)

(۳) اسلام نے وراثت کے جو قوانین بیان کئے ہیں وہ بلا وجہ نہیں بلکہ حق و حکمت پر مبنی ہیں۔ مثلاً ایک فرد اگر مر جائے اور اس کے ہر قسم کے رشتہ دار موجود ہوں تو اسلام کی رُو سے سب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رشتہ دار بلا امتیاز وارث نہ ہوں گے بلکہ صرف پانچ شخص اس کے وارث ہوں گے۔ اس کا باپ، اس کی ماں، اس کا بیٹا، اس کی بیٹی اور اس کی بیوی۔ ان پانچ اشخاص کی موجودگی میں کوئی چھٹا شخص ہرگز ہرگز وارث نہیں ہوسکتا۔ اسی طرح اگر ایک عورت فوت ہوجائے تو اس کے بھی صرف باپ، ماں، بیٹا، بیٹی اور خاوند وارث ہوں گے نہ کہ کوئی اور رشتہ دار۔

اب ہم کو غور کرنا چاہیئے کہ کیا وجہ ہے کہ اسلام نے صرف ان پانچ رشتہ داروں ہی کو وارث بنایا ہے۔ سو ادنےٰ تامل سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اسلام نے ان رشتہ داروں کو چننے میں یہ محکم اصول فرمایا ہے کہ ہم سے تعلق رکھنے والے تین قسم کے رشتہ دار ہیں۔ (۱) وہ جو ہمیں اس عالم میں لانیکا موجب ہوئے یعنی باپ اور ماں اور (۲) دوسرے وہ رشتہ دار جنہیں دنیا میں لانے کے ہم موجب ہوئے۔ یعنی بیٹا اور بیٹی اور (۳) تیسری قسم وہ کہ جس کے ذریعہ ہم کسی کو دنیا میں لانے کا ذریعہ ہوئے یعنی بیوی یا خاوند۔ پس جب ہم نے دنیا میں مال کمایا اور دولت حاصل کی تو ہمارا فرض ہے کہ اپنے مال سے ان کو بھی حصہ دیں جن کی وجہ سے ہم اس دنیا میں آئے اور یہ مال و دولت ہم نے حاصل کیا۔ یعنی ماں اور باپ کو۔ اسی طرح یہ بھی ہمارا فرض ہے کہ ہم دولت کما کر ان کو بھی دیں جن کے اس دنیا میں لانے کے ہم موجب ہوئے۔ یعنی بیٹا اور بیٹی۔ اسی طرح ہمارا فرض ہے کہ جس وجود کے ذریعہ ہم بیٹا اور بیٹی کو دنیا میں لائے۔ اس کو بھی اپنے مال سے مقررہ حصہ دیں۔ یعنی خاوند یا بیوی۔

پس ان پانچ اشخاص کو جس طرح زندگی میں ہمارا فرض ہے کہ ہم انہیں گذارہ دیں جبکہ وہ خود بخود گذارہ پیدا نہ کرسکتے ہوں۔ اسی طرح مرنے کے بعد ہمارے مال کو لینے کا حق بھی انہیں کو ہوگا۔ اسلئے اسلام نے سب رشتہ داروں کی موجودگی میں صرف ان پانچ اشخاص کو وارث قرار دیا ہے جس سے معلوم ہوا کہ اسلام کی وراثت کا قانون بے وجہ نہیں بلکہ ایک محکم اصول پر مبنی ہے پس اسلام مرنے والے کے مال کو یوں تقسیم کرتا ہے۔

(۱) مسـ ۲۴

ماں	باپ	بیوی	بیٹا	بیٹی
۱/۶	۱/۶	۱/۸	عصبہ	
۴	۴	۳	۱۳	

(۲) مسـ ۱۲

ماں	باپ	خاوند	بیٹا	بیٹی
۱/۶	۱/۶	۱/۴	عصبہ	
۲	۲	۳	۵	

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مثلاً اگر باپ نہ ہو تو دادا اور بیٹا نہ ہو تو پوتا وغیرہ درجہ بدرجہ وارث ہیں۔ لیکن اسلام کے سوا کسی اور مذہب میں قطعاً کوئی محکم اصول نہیں جس پر کے تقسیم کی بُنیاد رکھی گئی ہو۔

عِلمِ میراث علمِ میراث وہ علم ہے کہ جس سے میّت کے متروکہ مال کی اس کے ورثاء پر تقسیم کرنے کی کیفیت جانی جائے۔ اور اس علم کو علمِ فرائض بھی کہتے ہیں۔ اور فرائض فریضہ کی جمع ہے۔ اس کے معنے مقرر شدہ حصّے کے ہیں۔ اور اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ فریضہ مقرر شدہ حصّے کو کہتے ہیں۔ اور چونکہ اس علم میں شریعتِ اسلامیہ کی رُو سے میّت کے ورثاء کیلئے جو حصّے مقرر شدہ ہیں وہ بیان ہوتے ہیں اسلئے اسے علم الفرائض بھی کہتے ہیں۔

مال متروکہ یا ترکہ۔ میّت کا وہ مال ہے جو اس کے مرنے کے بعد رہ جائے۔

اہمیّت۔ اس علم کی اہمیّت اسی سے عیاں ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے سورۃ نساء میں جہاں وراثت کی تقسیم کا ذکر کیا ہے وہاں یوں فرماتا ہے۔ یُوصیکم اللّٰہ فی اولادکم للذّکر مثل حظّ الانثیین الخ (نساء ع) کہ اللہ تعالےٰ تمہیں وصیّت کرتا ہے۔ کہ وراثت کی تقسیم تم یوں کرو۔ اور وصیّت کے معنے حکم مؤکّد کے ہیں۔ پس یہ خدا کا حکم مؤکّد ہے جو سب سے کامل کتاب میں درج ہے۔

نیز حدیث میں حضرت ابوہریرہؓ کی روایت سے بیہقی میں آیا ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ تعلّموا الفرائض و علّموھا النّاس فانھا نصف العلم کہ علم فرائض خود سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ۔ کیونکہ یہ آدھا علم ہے۔[۵]

میّت کے ترکہ سے چار حقوق متعلق ہیں یاد رکھنا چاہئے کہ میّت کے ترکہ سے چار حقوق متعلق ہیں اور وہ علی الترتیب یہ ہیں:۔

(۱) **تجہیز و تکفین**۔ یعنی جب کوئی آدمی فوت ہو جائے تو پہلے اس کے مال سے جو وہ چھوڑ گیا ہے اس کے کفن و دفن کا انتظام کیا جائے۔ اس طور پر کہ نہ تو ضرورت اور حیثیت سے زیادہ خرچ کیا جائے اور نہ اس سے کم۔

(۲) **ادائیگی قرض**۔ تجہیز و تکفین کے خرچ سے جو مال باقی بچے اس میں سے پہلے میّت کا قرض ادا کیا جائے۔ اگر ترکہ اتنا ہے کہ اس میں سے تمام قرضے ادا نہیں کئے جا سکتے۔ یعنی ترکہ تھوڑا ہے اور قرضے زیادہ ہیں تو سب سے پہلے اُن قرضوں کو ادا کیا جائے جو اس نے صحت کی حالت میں لئے ہوں۔

[۵] آدھا علم یوں ہے کہ یہ علم انسان سے متعلق ہے اور انسان کی دو ہی حالتیں ہیں۔ ایک حالتِ حیات اور دوسری حالتِ ممات۔ اور علمِ فرائض متعلق ہے حالتِ ممات سے۔ اسلئے اس کو نصف علم فرمایا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور ان قرضوں کو جو اسباب معلومہ کیوجہ سے اس کو لاحق ہوئے ہوں ۔ مثلاً دوا دارو اور فیس ڈاکٹر وغیرہ۔ اور اگر قرضخواہ کئی ہوں تو بحصہ رسدی ان میں تقسیم کیا جائے ۔ اور اگر قرضخواہ ایک ہی ہو تو اس صورت میں تمام ترکہ اس کو دیا جائے ۔ خواہ ورثاء محروم ہی ہو جائیں ۔

(۳) وصیت ۔ میت کا قرضہ ادا کرنیکے بعد جو مال بچ جائے تو اس بچے ہوئے مال کے صرف ⅓ یعنی تیسرے حصہ سے میت کی وصیتیں ادا کیجائیں ۔ اور جو شخص تیسرے حصے سے زیادہ مال کی وصیت کریگا وہ شرعاً ناجائز ہوگا ۔ اور اس کا اجراء صرف ⅓ تک ہی کیا جائے ۔

نوٹ :۔ یہ بھی ذہن نشین رہے کہ جس وارث کا حصہ شریعت نے خود مقرر کر دیا ہے اس کے لئے کسی زائد مال کی وصیت کرجانا درست نہیں ۔ کیونکہ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے ۔ "لا وصیۃ لوارث" کہ وارث کے لئے کوئی وصیت درست نہیں ۔ (سوائے اس کے کہ باقی ورثاء تسلیم کرلیویں)

(۴) مذکورہ بالا تینوں امور کی تکمیل کے بعد جو مال باقی بچے اس کو بموجب کتاب اللہ ، ارشاد نبی کریم صلعم اور اجماع اُمت کے موافق میت کے ورثاء میں تقسیم کیا جائے گا اس طور پر کہ پہلے اصحاب الفرائض کو حصہ دیا جائے گا ۔ اور "**اصحاب الفرائض**" وہ لوگ ہیں جن کے حصے قرآن مجید میں معین طور پر مقرر ہیں ۔ ان کی دو قسمیں ہیں ایک نسبی دوسرے سببی ۔ نسبی جن کا آپس میں خونی تعلق ہو جیسے اولاد ، ماں ، باپ اور دوسرا سببی جیسے میاں بیوی ۔ ان تمام اصحاب الفرائض کو حصہ دیکر اگر مال بچ جائے تو عصبات کو دیا جاوے ۔ اور عصبہ ہر وہ شخص ہے جو وہ سارے کا سارا مال لے لیتا ہے جو اصحاب الفرائض کے حصہ لینے کے بعد بچ گیا ہو ۔ اور اگر اصحاب الفرائض میں سے کوئی نہ ہو تو وہ عصبہ سارا مال ہے لیلیتا ہے ۔ چنانچہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ۔ العصبۃ کلّ من یاخذ جمیع ما ابقتہ اصحاب الفرائض و عند الانفراد یحرز جمیع المال ۔ اور عصبہ بھی اصحاب الفرائض کی طرح دو قسم کے ہوتے ہیں ۔ نسبی و سببی ۔

دوسرے درجہ پر عصبات کو ان کا حق دیا جائے اور عصبہ سے مراد ہر وہ مرد رشتہ دار ہے کہ اس کے اور میت کے درمیان صرف عورت ہی واسطہ نہ ہو ۔ یہی وجہ ہے کہ اخیافی بھائی یعنی صرف ماں کی طرف سے بھائی کبھی بھی عصبہ نہیں ہوتا کیونکہ اسکے اور میت کے درمیان صرف عورت یعنی والدہ واسطہ ہے ۔

عصبہ کا حکم یہ ہے کہ وہ تمام مال لے جائے جو اصحاب الفرائض کے مقررہ حصص لینے کے بعد باقی بچ گیا ہے یا اگر اصحاب الفرائض نہ ہوں تو سارا مال ہی وہ لے جائے ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عصبہ کی تقسیم۔ سہولت کے لئے ذیل کا جدول ملاحظہ کر لیجئے۔

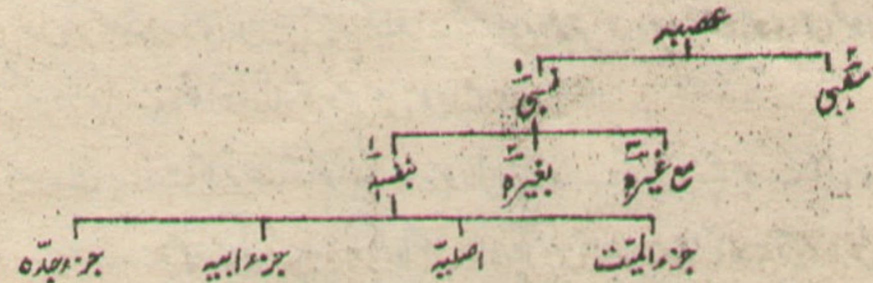

(۱) جزء المیت۔ وہ مرد جو میت کی جزء ہو جیسے بیٹا، پوتا۔

(۲) اصلیہ یعنی وہ مرد جو میت کی جڑ اور اصل ہو جیسے باپ، دادا۔

(۳) جزء ابیہ۔ وہ مرد جو میت کے باپ کا جزء ہو جیسے بھائی، بھتیجہ وغیرہ

(۴) جزء جدّہ۔ وہ مرد جو میت کے دادا کا جزء ہو جیسے چچا، چچا کا بیٹا۔

نوٹ:۔ ان چاروں کو عصبہ بنفسہ کہتے ہیں

(۵) بغیرہٖ۔ وہ عصبہ ہے جو عصبہ بنفسہ کے ملنے کیوجہ سے عصبہ بن جائے۔ جیسے میت کی بیٹیاں، پوتیاں، اعیانی (یعنی حقیقی بہنیں) اور علاتی بہنیں (یعنی باپ کی طرف سے بہنیں) اپنے اپنے بھائیوں کے عصبہ ہونے کے سبب عصبہ بن جاتی ہیں۔

(۶) مع غیرہٖ۔ وہ عورت ہے جو دوسری عورت کیساتھ مل کر عصبہ بن جائے۔ جیسے میت کی اعیانی یا علاتی بہنیں اپنے بھائی کے بغیر بھی میت کی بیٹی اور پوتی کیساتھ (جو ذوی الفروض ہیں) مل کر عصبہ بن جاتی ہیں۔ لقولہٖ علیہ السلام۔ اِجعَلو االاَخواتَ مع البنات عصبۃً یعنی میت کی بہنوں کو اسکی لڑکیوں کے ساتھ عصبہ بناؤ۔

(۷) عصبہ سببی وہ عصبہ ہے کہ اس کے اور میت کے درمیان کوئی خونی تعلق نہیں بلکہ آقا و غلام کا تعلق تھا۔ لیکن بعد میں آقا نے غلام کو آزاد کر دیا اور وہ غلام مر گیا اور اس کے کوئی اصحاب الفرائض یا عصبہ نسبی نہیں تب آزاد کرنے والا آقا وارث ہوگا۔

اگر میت کا کوئی عصبہ نہ ہو تو پھر جو مال اصحاب الفرائض کے بعد بچ جائے وہ دوبارہ اسی نسبت سے اصحاب الفرائض کو دیا جاوے۔

اگر میت کے نہ کوئی ذوی الفروض میں سے ہو، نہ عصبہ سببی اور نسبی میں سے کوئی ہو تو پھر مال ذوالارحام (۵) کو دیا جائے گا۔

" ذوالارحام " میت کے دُور کے رشتہ داروں کو کہتے ہیں، جو نہ تو ذوی الفروض ہوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور نہ عصبات میں سے ہوں۔ الغرض میّت کے ترکہ لینے میں پہلا حق ذوی الفروض کا ہے۔ اور دوسرے درجہ پر عصبات ہیں اور ان دونوں فریقوں کی عدم موجودگی میں ذوالرحم کا حق ہوگا۔ جیسے آنحضرت صلعم کی اس حدیث سے پتہ چلتا ہے۔

قال مات رجلٌ من خزاعة فأتی النبیّ صلی اللہ علیہ وسلم بمیراثہ فقال التمسوالہ وارثہ او ذاالرحم

تو دیکھیے یہاں پہلے وارث کو رکھا۔ پھر فرمایا ذوالرحم کو تلاش کرو۔ گویا وارث یعنی ذوی الفروض اور عصبات) کی حیثیت اولیہ ہے اور ذوالرحم کی ثانویہ۔ اگر کسی کا ذوالرحم بھی نہ ہو تو "مولی الموالاۃ"(۶) کو حصّہ دیا جائے گا۔

"مولیٰ الموالاۃ" اس دوست کو کہتے ہیں جس کیساتھ میّت نے اپنی زندگی میں ایسی دوستی قائم کرلی ہو جس کے ساتھ یہ شرط ہو کہ اگر تم پہلے مرے تو مَیں تمہارا وارث ہوں گا اور اگر مَیں پہلے مرا تو تم میرے وارث ہوگے۔ اور اگر تم کو کوئی چٹّی بھرنی پڑے تو مَیں ادا کروں گا اور اگر مجھ کو چٹّی دینی پڑی تو تم نے ادا کرنی ہوگی لیکن یہ معاہدہ اس صورت میں جائز ہوگا جبکہ دونوں مجہول النّسب ہوں۔ اور اگر مولی الموالاۃ بھی کوئی نہ ہو تو پھر ورثہ "مقرّ لہٗ"(۷) کو ملے گا۔ اور

"مقرّ لہٗ" ایسا اجنبی شخص ہوتا ہے جس کے حق میں مرنے والے نے کسی ایسی رشتہ داری کا اقرار کیا ہو جس کو اس نے غیر کیطرف منسوب کیا ہو۔ اپنے نفس کی طرف منسوب نہ کیا ہو۔ مثلاً یہ نہ کہا ہو کہ میرا بیٹا ہے یا باپ ہے، بلکہ یہ کہا ہو کہ میرا بھائی یا چچا ہے۔ گویا دادا اور باپ کی طرف منسوب کیا ہو۔ تو اب یہ "مقرّ لہٗ" اس کے مال کا وارث ہوگا۔ بشرطیکہ ایسا اقرار کرنیوالا اخیر دم تک اس اقرار پر قائم رہا ہو۔ اور اس کو ورثہ تب ملیگا جبکہ اس اقرار کرنیوالے کا کوئی رشتہ دار یا مولی الموالاۃ نہ ہو "مقرّ لہٗ" کے نہ ہونیکی صورت میں ورثہ اس کو ملیگا جس کے حق میں(۸) مرنیوالا سارے مال کی وصیت کر گیا ہو۔ اور اگر یہ بھی نہ ہو تو ترکہ "بیت المال"(۹) یعنی اسلامی خزانہ یا قومی فنڈ میں جائیگا۔

اصحاب الفرائض

مردوں میں سے اصحاب الفرائض وارثا چار ہیں۔ جو مندرجہ ذیل ہیں:۔

(۱) اب۔ (باپ)، (۲) جد (دادا)، (۳) اخیافی بھائی۔ (جو صرف ماں کی طرف سے بھائی ہو) جس کو اخٌ لِاُمٍّ بھی کہتے ہیں۔ (۴) زوج (خاوند)

نوٹ:۔ اصحاب الفرائض کے مقررہ حصص کے مسئلے اور مخارج معلوم کرنیکے چند عام فہم قاعدے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۱) کتاب اللہ میں اصحاب الفرائض کے چھ حصے بیان ہوئے ہیں جن کی دو نوع ہیں۔ نوع اوّل نصف $\frac{1}{2}$ ۔ ربع $\frac{1}{4}$ ۔ ثمن $\frac{1}{8}$ ۔ **نوع دوم**۔ ثلثان $\frac{2}{3}$ ۔ ثلث $\frac{1}{3}$ ۔ سدس $\frac{1}{6}$ ۔

اگر میت کا وارث ایک ہو جو ان حصص میں سے کسی ایک حصے کا حقدار ہو تو جس حصہ کا وہ حقدار ہوگا۔ اس حصہ کے مطابق عدد کو مخرج بنایا جائیگا اور اسی عدد کو میت کا مسئلہ قرار دیا جائے گا۔ مثلاً اگر میت کا ایک بیٹا اور ایک بیوی ہے تو بیوی کو ثمن یعنی $\frac{1}{8}$ ملیگا۔ اور ثمن ثمانیۃ سے نکلا ہے۔ پس مسئلہ میں مخرج ثمانیۃ (یعنی آٹھ) ہے۔ اور مسئلہ بھی آٹھ سے ہوگا۔ آٹھواں حصہ بیوی کو ملیگا۔ اور باقی بوجہ عصبہ ہونیکے بیٹے کو ملیگا۔

(۲) لیکن اگر حصے ایک سے زیادہ ہوں اور ایک نوع کے حصوں کے وارث ہوں تو اس صورت میں سب سے چھوٹے حصے کے عدد کو مخرج اور مسئلہ بنایا جائیگا۔ مثلاً میت کی ایک لڑکی اور خاوند ہو تو لڑکی کو $\frac{1}{2}$ اور خاوند کو $\frac{1}{4}$ ملتا ہے اور $\frac{1}{4}$ کو رُبع کہتے ہیں۔ اور $\frac{1}{2}$ کو نصف۔ پس رُبع نصف سے کم حصہ ہے اور ربع اربعۃ سے نکلا ہوا ہے۔ اس لئے مسئلہ کا مخرج اربعۃ ہوگا۔ اور مسئلہ چار سے ہوگا یعنی حصص کی تقسیم چار سے ہوگی۔

(۳) اور اگر دو مختلف نوعوں سے حصے جمع ہو جائیں مثلاً نوعِ اوّل سے رُبع اور نوع ثانی سے کوئی ایک یا دو حصے ہوں مثلاً ثلثان ہو تو اس صورت میں مسئلہ بارہ ^{12} سے ہوگا۔ یعنی اگر میت کی ایک بیوی اور دو حقیقی بہنیں ہوں تو بیوی کو رُبع یعنی $\frac{1}{4}$ ملیگا اور بہنوں کو ثلثان یعنی $\frac{2}{3}$ ملیگا۔ پس مسئلہ بارہ ^{12} سے بنیگا اور مخرج ذو اضعاف اقل کے قاعدے کے مطابق ۱۲ ہوگا۔

لیکن اگر دو مختلف نوعوں کے حصص میں ثمن یعنی $\frac{1}{8}$ آجائے تو اس وقت ۱۲ کی بجائے ۲۴ سے مسئلہ بنیگا۔ مثلاً اگر میت کی دو لڑکیاں اور ایک بیوی ہو تو دو لڑکیوں کو $\frac{2}{3}$ ملیگا اور بیوی کو $\frac{1}{8}$ ملیگا۔ تو اس وقت مسئلہ بجائے ۱۲ کے ۲۴ سے ہوگا۔ کیونکہ آٹھ بارہ ^{12} پر برابر تقسیم نہیں ہو سکتے۔

باپ (۱) باپ کی تین حالتیں ہیں۔ (۱) جبکہ وہ صرف ذوالفرض ہوتا ہے۔ اس صورت میں اس کو صرف $\frac{1}{6}$ ملیگا۔ جبکہ میت کی نرینہ اولاد ہو یا نرینہ اولاد کی نرینہ اولاد ہو (خواہ اس کیساتھ میت کی لڑکی یا پوتی ہو یا نہ ہو) جیسے

میت ۶

بیٹا	باپ
	$\frac{1}{6}$
۵	۱

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۲) وہ ذو الفرض اور عصبہ دونوں ہوتا ہے جبکہ میّت کی اولاد میں سے صرف لڑکی (یا لڑکیاں) یا پوتی (یا پوتیاں) ہوں تو اس صورت میں باپ کو ذو الفرض ہونیکی حیثیت سے ۱/۶ ملیگا۔ اور عصبہ ہونے کے لحاظ سے باقی مال کا حقدار ہوگا جیسے ارشاد باری ہے "وَلِاَبَوَیۡهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنۡهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنۡ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ" کہ میّت کے ماں باپ دونوں میں سے ہر ایک کو ۱/۶ حصہ ملیگا۔ جبکہ میّت کی اولاد ہو۔

چونکہ وَلَدٌ کا لفظ عربی زبان میں لڑکے اور لڑکی دونوں پر بولا جاتا ہے۔ اس لئے میّت کی اولاد میں سے اگر کوئی نرینہ ہو تو اس صورت میں باپ صرف ذو الفرض ہوگا اور اس کو صرف ۱/۶ حصہ ملیگا۔ اور اگر میّت کی اولاد میں سے کوئی نرینہ اولاد نہ ہو بلکہ صرف لڑکی یا پوتی ہو تو اس صورت میں اس کی دو حیثیتیں ہوں گی۔ ایک ذو الفرض ہونیکی حیثیت ہوگی جس میں اس کو ۱/۶ حصہ ملیگا اور دوسری عصبہ ہونیکی حیثیت (بوجہ دوسرے کسی عصبہ کے نہ ہونیکے) ہوگی جس میں وہ باقی سارا مال لے جائیگا۔ مثلاً:۔

میت ۶

لڑکی	باپ بطور ذو الفرض ہوکر	باپ بطور عصبہ ہوکر
۱/۲	۱/۶	
۳	۱	۲

(۳) وہ صرف عصبہ ہوتا ہے جبکہ میّت کی کوئی اولاد نہ ہو۔ تو اس صورت میں وہ صرف عصبہ ہوگا جیسے مندرجہ ذیل قرآنی ارشاد سے ظاہر ہے۔ "فَاِنۡ لَّمۡ يَكُنۡ لَّهٗ وَلَدٌ وَّوَرِثَهٗۤ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ" یعنی اگر میّت کی کوئی اولاد نہ ہو اور ماں باپ ہی صرف وارث ہوں تو ماں کو ۱/۳ حصہ ملیگا۔ یہاں پر باپ کے حصے کا ذکر نہ کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ عصبہ ہونے کی وجہ سے باقی ماندہ تمام مال لے گا۔ مثلاً

میت ۱۲

زوجہ	ماں	باپ صرف بطور عصبہ ہونیکے
۱/۴	۱/۳	
۳	۴	۵

مسئلہ نکالنے کا طریق

جس وقت ہم نے میّت کے ورثاء کو حصّہ دینا ہو تو سب سے پہلے ہم اُن حصّوں کے مخارج کا ذو اضعاف اقل نکالیں گے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور وہ ذواضعاف اقل اوپر بطور مسئلہ لکھیں گے۔ یعنی وہ تمام حصوں کا مجموعہ ہوگا۔ جیسے کسی میت کا ایک باپ ہے۔ اور ایک بیٹی ہے تو اس صورت میں باپ کو ۱/۶ اور بیٹی کو ۱/۲ ملیگا۔ اب ۶ اور ۲ جو مخرج ہیں ان کا ذواضعاف اقل نکال کر اوپر لکھ لیں۔ پس چونکہ ان کا ذواضعاف اقل ۶ ہوگا اس لئے مسئلہ ۶ سے بنے گا۔ اس کے بعد ۶ سے باپ کو ۱/۶ یعنی ایک حصہ دیا جائیگا اور بیٹی کو اس کا ۱/۲ یعنی تین حصے ملیں گے یہ چار ہوئے۔ پھر جو دو باقی بچیں گے وہ بھی باپ کو (عصبہ ہونیکی وجہ سے) دیدیئے جائیں گے۔

واضح رہے کہ مخرج بٹوں کے نچلے عدد کو کہتے ہیں اور اصحاب الفرائض کے حصص کا مجموعہ عدد مسئلہ کہلاتا ہے۔ جیسا کہ اُوپر کی مثال سے ظاہر ہوتا ہے۔

(۲) دُوسرا ذوالفرض دادا ہے

یاد رکھنا چاہیئے کہ اگر میت کا باپ نہ موجود ہو تو دادا اُس کا قائم مقام ہوتا ہے۔ اس طرح دادا کا وہی حصہ ہوگا جو باپ کا ہوتا ہے۔ لیکن باپ کی موجودگی میں یہ محروم ہو جاتا ہے۔ کیونکہ دادا باپ کی وجہ سے ہی میت کا رشتہ دار بنتا ہے۔ پس جب اصل موجود ہے تو یہ کیسے وارث ہو سکتا ہے (بعض حالات میں دادا باپ سے مختلف بھی ہوتا ہے۔ جیسا کہ انشاء اللہ اپنی جگہ پر ذکر کیا جائیگا۔)

مثال

مسئلہ ۶

جد	بنت	دادا بوجہ عصبہ ہونیکے
۱/۶	۱/۲	
۱	۳	۲

اب اس مثال میں جد کو ایک اور بیٹی کو تین حصے ملیں گے اور باقی دو حصص بھی دادا ہی لے جائیگا (کیونکہ اس مسئلہ میں باپ کی عدم موجودگی میں دادا عصبہ بن جائیگا۔) اور عصبہ تمام اس مال کا وارث ہوتا ہے جو ذوالفروض کو دینے کے بعد باقی بچ جاتا ہے۔

(۳) تیسرا ذوالفرض اخیافی بھائی ہے

(یعنی صرف ماں کی طرف سے بھائی جنکو اخ لام بھی کہتے ہیں)

ان کی تین حالتیں ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يُوْرَثُ كَلٰلَةً أَوِ امْرَأَةٌ وَلَهٗ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ ۚ فَإِنْ كَانُوْا أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ فِي الثُّلُثِ (نساء ع ۲) یعنی اگر کوئی مرد یا عورت کلالہ ہونیکی صورت میں فوت ہو جائے۔ (کلالہ وہ شخص ہے جس کا اصل و نسل میں سے کوئی زندہ موجود نہ ہو یعنی نہ باپ یا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کا باپ اُوپر تک اور نہ بیٹا اور بیٹے کا بیٹا نیچے تک موجود ہو) اور اس کا کوئی بھائی بہن ہو (دونوں میں سے کوئی ایک ہو)، تو اسکو ⅙ ملیگا ایک ہونیکی صورت میں۔ اور یہ اس کی پہلی حالت ہے۔ مثلاً:۔

مسئلہ ۶

میت		
زوج	۱۔ اخیافی بھائی	سگا بھائی
½	⅙	عصبہ
۳	۱	۲

اب زوج کو نصف یعنی ۳۔ اور اخیافی بھائی کو ⅙ یعنی ایک حصہ ملیگا۔ یہ چار حصے ہوئے۔ پھر بقیہ دو حصے عصبہ ہونیکی وجہ سے سگے بھائی کو دے دیئے جائیں گے۔ کیونکہ عصبہ ہر ایسے بچے ہوئے مال کو لے لیتا ہے جو ذوالفروض کے حصّوں سے باقی رہے یا ذوالفروض کی عدم موجودگی میں وہ سارے مال کا وارث ہو جاتا ہے۔

اور اس کی دوسری حالت یہ ہے کہ اگر دو یا دو سے زیادہ ہوں تو ⅓ ملیگا۔

یہاں یہ بات خاص طور پر یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اخیافی بھائی اور بہن برابر کا حصہ لینگے۔ لقولہٖ فَهُمْ شُرَكَآءُ فِي الثُّلُثِ۔ دوسرے اعیانی اور علاتی بھائی بہنوں کیطرح یہ نہیں ہوگا کہ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ کے مطابق اُن سے سلوک کیا جائے۔ تیسری صورت میں یہ محروم ہو جاتے ہیں۔ اور وہ صورت یہ ہے کہ میت کلالہ نہ ہو۔ یعنی اسکی کوئی اولاد یا باپ یا دادا موجود ہو۔ پس سورۃ نساء ع۲ میں کلالہ کے ذکر میں جس اَخٌ اور اُخْتٌ کا ذکر آیا ہے وہ اخیافی ہیں۔ اور سورۃ نساء کے آخری رکوع میں کلالہ کے ضمن میں جن بھائی بہنوں کا بیان ہے اس سے مراد حقیقی بہن بھائی یا ایسے بہن بھائی ہیں جو ماں کیطرف سے ہوں۔ کیونکہ سورۃ نساء ع۲ میں جن بھائی بہنوں کا ذکر آتا ہے ان کے مقررہ حصے بیان ہوئے ہیں۔ اور جنکے مقررہ حصص بیان ہو جائیں وہ ذوی الفروض ہوتے ہیں اسلئے معلوم ہوا کہ وہ اخیافی بھائی اور بہن ہیں۔ لیکن اس سورۃ کے آخری رکوع میں کلالہ کے ساتھ جن اِخْوَةً کا بیان ہے وہ اعیانی اور علاتی بھائی بہن ہیں۔ کیونکہ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ کے ماتحت وہ عصبہ ہیں۔ لیکن اخیافی بھائی بہن عصبہ نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ عصبیت اصل میں باپ کی وجہ سے آتی ہے۔ اس لئے حقیقی بھائی بہن یا باپ کی طرف سے بھائی یا بہن تو عصبہ ہو جاتے ہیں۔ خواہ اپنے بھائی کے ساتھ خواہ میت کی بیٹی کے ساتھ۔ لیکن ماں کی طرف سے بہن بھائی عصبہ کسی صورت میں بھی نہیں ہوتے۔ کیونکہ اُن میں صرف ماں واسطہ ہوتی ہے۔ بخلاف علاتی و اعیانی بھائی بہنوں کے کہ ان میں باپ اصل واسطہ ہوتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۴) چوتھا ذوالفرائض زوج (خاوند) ہے

خاوند کے حصہ کے متعلق قرآن مجید میں خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے (۱) وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ (۲) فَاِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ (نساء ع ۲)

یعنی اگر وفات یافتہ بیوی کی کوئی اولاد ہو (خواہ لڑکا یا لڑکی) اس خاوند سے یا پہلے خاوند سے تو اس خاوند کو ¼ حصہ ملیگا۔ لیکن اگر میت کی کسی قسم کی کوئی اولاد نہ ہو تو ½ یعنی نصف ملیگا۔

مثال

مسئلہ ۴

زوج	ایک بنت اور ابن
¼	
۱	۳

اِس مثال میں مسئلہ چار سے بنیگا اور زوج اس کا ¼ یعنی ایک لے جائیگا۔ اور باقی تین حصے بنت اور ابن (لڑکی اور لڑکے) کو دیئے جائیں گے۔ کیونکہ جہاں بیٹا عصبہ ہوتا ہے وہاں بیٹے کی وجہ سے بیٹی بھی عصبہ ہو جاتی ہے۔ پس باقی تین حصص بنت اور ابن کو ملیں گے۔ اور پھر لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ کے مطابق ایک حصہ بیٹی کو اور باقی دو حصے بیٹے کو ملیں گے۔

مرد اصحاب الفرائض کے بعد اب میں اُن عورتوں کا ذکر کرتا ہوں جو اصحاب الفرائض میں شامل ہیں۔ عورتوں میں سے مندرجہ ذیل آٹھ عورتیں ذوات الفروض ہیں:۔

(۱) زوجہ (بیوی)، (۲) بنت (حقیقی بیٹی) (۳) بنت الابن (پوتی) (۴) اعیانی بہن (سگی بہن)، (۵) علاتی بہن (صرف باپ کی طرف سے) (۶) اخیافی بہن (صرف ماں کی طرف سے) (۷) اُمّ (ماں) (۸) جدہ (دادی اور نانی)

(۱) زوجہ (بیوی)

آیت قرآنی وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ کے مطابق بیوی کی دو حالتیں ہیں۔

(۱) اگر میت (خاوند) کی کسی قسم کی اولاد (لڑکا ہو یا لڑکی اور یا پوتا ہو یا پوتی ہو) خواہ کسی بیوی سے ہو تو بیوی کو ثمن یعنی ⅛ ملیگا جیسے:۔

مسئلہ ۸

زوجہ	ابن
⅛	عصبہ
۱	۷

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۲) اگر میت کی اولاد کوئی نہ ہو تو اُسے رُبع یعنی ¼ ملیگا۔ مثلاً :-

مسئلہ ۴

میت	
زوجہ	باپ
¼	عصبہ
۱	۳

نوٹ :۔ اگر ایک سے زائد بیویاں ہوں تو صورت اول کیمطابق رُبع اور صورت ثانی کے مطابق ثمن ہی کو ان پر برابر تقسیم کیا جاوے گا۔

(۲) بنت (لڑکی)

اس کی تین حالتیں ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "یُوْصِیْکُمُ اللّٰہُ فِیْٓ اَوْلَادِکُمْ لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ فَاِنْ کُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَیْنِ فَلَھُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَکَ وَاِنْ کَانَتْ وَاحِدَۃً فَلَھَا النِّصْفُ" (نساء ع ۲) اوّل۔ ایک لڑکی ہو تو نصف یعنی ½ ملیگا۔ دوم۔ اور اگر دو یا دو سے زیادہ ہوں تو ان کو ⅔ یعنی دو ثلث ملینگے جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مندرجہ ذیل حدیث سے بھی ظاہر ہے۔

عن جابر ابن عبد اللہ قال جاءت امرءۃ سعد ابن الربیع بابنتیہا من سعد الیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالت یا رسول اللہ ھاتان ابنتا سعد ابن الربیع قتل ابوھما معک یوم اُحُدٍ شہیداً وان عمھما اخذ مالھما فلم یدع مالھما مالاً ولا تنکحان الا ولھما مال قال یقضی اللہ فی ذٰلک منزلت ایۃ المیراث فبعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الیٰ عمھما فقال اعط ابنتی سعد الثلثین واعط امھما الثمن وما بقی فھو لک (ترمذی ابواب الفرائض صفحہ ۳ جلد ۲) کہ سعدؓ کی بیوی آنحضرت صلعم کے پاس آئیں اور عرض کیا۔ کہ سعدؓ جنگ اُحد میں شہید ہو گئے ہیں ان کی یہ دو بیٹیاں ہیں اور انکی ساری جائداد سعدؓ کے بھائی نے لے لی ہے تو (حضور اب میں کیا کروں) ان لڑکیوں کی شادی بھی کرنی ہے اور اس کیلئے مال کی ضرورت ہے۔ تب مندرجہ بالا آیۃ میراث نازل ہوئی۔ پس حضورؐ نے سعدؓ کے بھائی کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ تم ان دو بیٹیوں کو دیدو اور اسکی بیوی کو ⅛ اور بقیہ مال عصبہ ہونیکی وجہ سے خود لے لو۔ مثال :-

مسئلہ ۶

میت		
لڑکیاں	ماں	باپ
⅔	⅙	⅙ وعصبہ
۴	۱	۱

سوم۔ ان کیساتھ اگر ان کا بھائی ہو تو اُسوقت لڑکیوں کا کوئی مقررہ حصہ نہیں ہوگا (یعنی وہ ذوالفرائض میں سے نہیں ہونگی) بلکہ بھائیوں کیساتھ عصبہ بنجاوینگی۔ اور اس طرح للذکر مثل حظ الانثیین کے ماتحت ان کے بھائی کو دو حصے ملیں گے۔ اور انہیں ایک حصہ دیا جاویگا مثلاً :-

مسئلہ ۶

میت		
لڑکی	لڑکا	خاوند
۱	۱	¼

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۳) بنت الابن (پوتی)

پوتی کی سات حالتیں ہیں۔ جن میں سے پہلی تین حالتیں بنت (بیٹی) کی طرح ہیں۔ پس اگر :۔

(ا) بیٹی ساتھ نہ ہو تو ایک ہونیکی صورت میں پوتی کو $\frac{1}{2}$ یعنی نصف ملتا ہے۔

(ب) ایک سے زائد ہوں تو $\frac{2}{3}$ ۔

(ج) بھائی کی موجودگی میں عصبہ ہوکر للذکر مثل حظ الانثیین کے مطابق حصہ پائینگی۔

نوٹ :۔ چونکہ یہ تینوں حالات بعینہٖ بیٹیوں کے حالات کے بالکل مطابق ہیں اسلئے بیٹیوں کی جگہ پوتیاں لکھنے سے پوتیوں کی مندرجہ بالا تین حالتوں کی امثلہ ہم بخوبی سمجھ سکتے ہیں۔

(د) ایک حقیقی بیٹی موجود ہو تو بیٹی کو $\frac{1}{2}$ حصہ دیکر پوتی کو بھی (بیٹی سمجھ کر دو بیٹیوں کا حصہ $\frac{2}{3}$ پورا کرنے کیلئے) $\frac{1}{6}$ دیدیا جاویگا کیونکہ غیر نرینہ اولاد کو زیادہ سے زیادہ $\frac{2}{3}$ ملسکتا تھا سو جو $\frac{1}{6}$ بچتا تھا وہ پوتی کو ملیگا مثلاً :۔

مب

باپ	لڑکی	پوتی	ماں	
$\frac{1}{6}$	$\frac{1}{2}$	$\frac{1}{6}$	$\frac{1}{6}$	
۱ +	۳ +	۱ +	۱	= ۵ مجموعہ

(ہ) دو حقیقی بیٹیوں کی موجودگی میں یہ محروم ہوجاتی ہیں۔ کیونکہ قرآن شریف میں بیٹیوں کا زیادہ سے زیادہ $\frac{2}{3}$ حصہ مقرر ہے۔ پس جب حقیقی بیٹیاں ہی $\frac{2}{3}$ لے چکیں تو اب پوتیوں کیلئے کس طرح بچ سکتا ہے جیسے :۔

مب

دو یا دو سے زیادہ حقیقی بیٹیاں	پوتی	باپ	ماں
$\frac{2}{3}$	محروم	$\frac{1}{6}$	$\frac{1}{6}$
۴	محروم	۱	۱

(و) ان کیساتھ کوئی پوتا (یعنی ان کا بھائی) بھی ہو تو یہ سارے عصبہ ہوجائینگے اور انکو للذکر مثل حظ الانثیین کے مطابق پوتے کو دو حصے اور پوتی کو ایک حصہ دیا جاویگا۔

(ز) بیٹے کی موجودگی میں پوتیاں ساقط ہوجاتی ہیں۔

(۴) اعیانی بہن (سگی بہن)

اعیانی بہنوں کی چار حالتیں ہیں۔ جن میں سے پہلی تین صورتیں قرآن مجید سے اور آخری حدیث شریف سے ثابت ہے جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

اِنِ امْرُؤٌ هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗٓ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ... فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ ۚ وَاِنْ كَانُوْٓا اِخْوَةً رِّجَالًا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وَّنِسَآءً فَلِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ (سورہ نساء رکوع آخر) یعنی اگر کوئی مرد کلالہ ہونیکی صورت میں فوت ہوجائے تو:- مثال ۱

مسئلہ ۲

اعیانی بہن	خاوند
$\frac{1}{2}$	$\frac{1}{2}$
۱	۱

(ا) اگر ایک اعیانی بہن ہو تو اسے اپنے کلالہ بھائی کے ترکہ سے نصف یعنی $\frac{1}{2}$ حصہ ملیگا۔

(ب) اور اگر ایک سے زاید ہوں تو ان کو دو ثلث یعنی $\frac{2}{3}$ حصہ دیا جائیگا۔ مثال ۲

مسئلہ ۶

دو سے زاید اعیانی بہنیں	ماں	ایک اخیافی بھائی
$\frac{2}{3}$	$\frac{1}{6}$	$\frac{1}{6}$
۴	۱	۱

(ج) تیسری حالت یہ ہے کہ ایک (یا ایک سے زائد) اعیانی بہن کیساتھ میت کا کوئی ایک یا زیادہ بھائی بھی موجود ہوں۔ تب اُس وقت ان کا کوئی حصہ مقررہ نہیں (یعنی اُس وقت وہ ذوالفرض میں سے نہیں ہوتیں) بلکہ اپنے بھائیوں کیساتھ عصبہ بنکر لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ کیمطابق جائداد کو تقسیم کیا جائیگا۔ مثال ۳

مسئلہ ۳

اعیانی بہن ← عصبہ ہو کر	اعیانی بھائی
۱	۲

(د) چوتھی صورت (جو حدیث سے ثابت ہے) یہ ہے کہ اگر میت کی ایک یا ایک سے زائد بیٹیاں یا پوتیاں موجود ہوں تو اعیانی بہنیں ذوات الفروض تو نہ ہونگی۔ ہاں بیٹیوں یا پوتیوں کے ساتھ عصبہ ہو جائینگی۔ مگر بیٹیاں یا پوتیاں بدستور ذوات الفروض رہینگی۔ کیونکہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:-

اجعلوا الاخوات مع البنات عصبة یعنی بہنوں کو بیٹیوں کی موجودگی میں عصبہ بناؤ جیسے

مسئلہ ۴

خاوند	لڑکی	اعیانی بہن عصبہ
$\frac{1}{4}$	$\frac{1}{2}$	
۱	۲	۱

(ہ) کیونکہ بہنیں بھائی اسی وقت وارث ہوتے ہیں جبکہ کلالہ کی صورت ہو۔ یعنی میت کا نہ اصل ہو یعنی نہ باپ دادا ہو اور نہ ہی نرینہ اولاد ہو۔ اگر ان میں سے کوئی ہو تو پھر یہ وارث نہیں بنیں گے۔

(۵) علاتی بہن (صرف باپ کیطرف سے بہن)

ان کی چھ حالتیں ہیں:-

(ا) ایک سے زیادہ ہو تو دو ثلث یعنی $\frac{2}{3}$ -

(ب) ایک سے زیادہ ہوں تو دو ثلث یعنی $\frac{2}{3}$ (ج) اگر ان کے ساتھ انکا کوئی بھائی بھی موجود ہو تو وہ عصبہ بنکر لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ کیمطابق حصہ پائینگی۔ (د) میت کی لڑکی کیساتھ پوتی بھی عصبہ ہو جاتی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(نوٹ) علاتی بہنوں کی مندرجہ بالا چار حالتیں بالکل وہی ہیں جو اعیانی بہنوں کی ہیں اس لئے اعیانی بہنوں کے متعلق درج شدہ امثلہ میں بجائے اعیانی کے علاتی بہنوں کا لفظ لکھکر مسئلہ سمجھا جا سکتا ہے لیکن یاد رہے کہ پہلی چار صورتوں میں علاتی بہنیں تبھی وارث ہونگی جبکہ اعیانی بہنیں موجود نہ ہوں۔ اور نہ ہی میت کا باپ دادا اور نرینہ اولاد موجود ہو۔

(ہ) اگر ایک اعیانی (سگی) بہن موجود ہو تو اُسے $\frac{1}{6}$ حصہ ملیگا۔ مثلاً:۔

مسئلہ ٦

اعیانی بہن	علاتی بہن	ایک سے زائد اخیافی بھائی
$\frac{1}{2}$	$\frac{1}{6}$	$\frac{1}{3}$
۳	۱	۲

(و) اگر ان کیساتھ میت کی دو اعیانی بہنیں موجود ہیں تو انکو کچھ حصہ نہ ملیگا۔ لیکن اگر علاتی بہنوں کے کوئی انکا بھائی بھی ہو تو وہ بھائی کیساتھ عصبہ بنکر ان دو اعیانی بہنوں کو $\frac{2}{3}$ حصہ مال دیکر باقی مال) للذکر مثل حظ الانثیین کے مطابق علاتی بھائی اور بہن پر تقسیم ہوگا۔ مثلاً:۔

مسئلہ ۹

۳ اعیانی بہنیں	علاتی بہن	علاتی بھائی
	عصبہ	عصبہ
$\frac{2}{3}$		
٦	۱	۲

(٦) اخیافی بہن (صرف ماں کیطرف سے بہن)

ان کی بھی وہی تین حالتیں ہیں جن کا ذکر اخیافی بھائیوں کے حال میں مذکور ہے۔ جنکی تفصیل یہ ہے

(ا) اگر ایک ہو تو $\frac{1}{6}$

(ب) ایک سے زیادہ اخیافی بہن بھائی موجود ہوں تو انکو $\frac{1}{3}$ ملیگا۔ جو ان پر بلا امتیاز مرد و عورت مساوی طور پر تقسیم کیا جاوے گا۔

(ج) محروم ہونگی جبکہ میت کلالہ نہو بلکہ اسکی اولاد ہو یا اس کا باپ دادا موجود ہو۔

(نوٹ) ان کی مثالیں وہی ہیں جو اخیافی بھائیوں کے احوال میں بیان ہو چکی ہیں۔

(۷) اُم (ماں)

ماں کی تین حالتیں ہیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔ وَلِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّوَرِثَهٗٓ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهٗٓ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ (نساء ع۲)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۱) اگر میت کی اولاد یا ایک سے زیادہ بھائی بہن ہوں (خواہ اعیانی ہوں یا علاتی یا اخیافی ہوں)، تو ماں کو سُدس یعنی ۱/۶ ملیگا۔

مثال ۱:- میت — مسئلہ ۶

ام	اولاد عصبہ
۱/۶	
۱	۵

مثال ۲:- میت — مسئلہ ۶

ماں	دو سگے بھائی اور ایک بہن
۱/۶	عصبہ
۱	۵

(۲) اور اگر نہ تو اولاد ہو اور نہ ایک سے زیادہ بھائی بہن ہوں تو ماں کو کل مال کا ۱/۳ ملیگا۔

مثال ۳:- میت — مسئلہ ۳

ام	اعیانی بھائی عصبہ
۱/۳	
۱	۲

(۳) ماں کی تیسری حالت یہ ہے کہ میت کے مال سے بیوی یا خاوند کو دینے کے بعد جو بچے اس کا ۱/۳ حصہ اسکو ملیگا جبکہ میت کی بیوی یا خاوند کے علاوہ صرف باپ موجود ہو مثلاً:-

میت — مسئلہ ۴

زوجہ	ام	اب عصبہ
۱/۴	۱/۳	
۱	۱	۲

(۸) **جدہ** (دادی یا نانی) جدہ دادی اور نانی دونوں کو کہتے ہیں۔ پس خواہ دادی ہو یا نانی اس کو ۱/۶ ملیگا۔ خواہ ایک ہو یا ایک سے زیادہ۔ اگر زیادہ ہیں تو وہ ۱/۶ حصہ کو بانٹ لیں گی۔

نوٹ:- اگر ماں موجود ہو تو نہ دادی وارث ہو سکتی ہے اور نہ نانی۔ لیکن باپ کی موجودگی میں نانی نہیں گرتی بلکہ وارث ہوتی ہے مگر دادی محروم ہو جاتی ہے۔

اس نوٹ پر ایک اعتراض وارد ہوتا ہے جس کا جواب دینا ضروری ہے۔ سوال یہ ہے کہ میت کی ماں کی موجودگی میں تو دادی اور نانی دونوں محروم ہو جاتی ہیں لیکن اس کے باپ کی موجودگی میں صرف دادی ہی محروم ہوتی ہے، نانی نہیں۔ یہ کیوں؟

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جواب :- ماں کا نانی کو وراثت سے محروم کرنا دو وجہ سے ہے :-

اوّل - نانی ماں کے واسطہ سے میّت کی رشتہ دار بنتی ہے - اور یہ قاعدہ ہے کہ بلاواسطہ رشتہ دار کی موجودگی میں بالواسطہ رشتہ دار وارث نہیں ہو سکتا -

دوم - نانی اور ماں میں ایک سبب پایا جاتا ہے - یعنی اُمّ ہونا اور یہ اصول ہے کہ الاقربُ فالاقربُ - پس ماں کی اموّیت (ماں ہونا) نانی کی نسبت میّت کے زیادہ قریب ہے - اسلئے نانی ماں کی موجودگی میں گر جاتی ہے -

لیکن ماں کا دادی کو محروم کرنا، اس میں پہلی وجہ تو نہیں پائی جاتی (یعنی دادی ماں کے واسطہ سے میّت کی رشتہ دار نہیں بنی) مگر دوسری وجہ موجود ہے - (یعنی ماں ہونا) لیکن ماں کی اموّیت دادی کی نسبت میّت کے زیادہ قریب ہے - اسلئے ماں کی موجودگی میں دادی بھی وارث نہیں ہو سکتی - اور باپ دادی کو تو محروم کر دیتا ہے لیکن نانی کو نہیں کر سکتا - کیونکہ ان دو مندرجہ بالا وجوہات میں سے کوئی وجہ اس میں نہیں پائی جاتی - یعنی نہ تو نانی باپ کے واسطہ سے میّت کی رشتہ دار بنی ہے اور نہ ہی باپ اور نانی میں اتّحادِ سبب (یعنی اموّیت) پایا جاتا ہے -

ذوالفرائض کے بعد مال عصبوں کو ملتا ہے - عصبات کی تعریف اور اُن کے اقسام بالتفصیل بیان ہو چکے ہیں - اس لئے اعادہ کی ضرورت نہیں -

اب ان امور کو بیان کیا جاتا ہے، جن کی وجہ سے ایک قریبی رشتہ دار باوجود وارث ہونے کے حقِ وراثت سے محروم ہو جاتا ہے - ان کو موانع الارث کہتے ہیں - اور وہ چار ہیں :-

(۱) غلامی - (۲) قتل جو مانع ارث ہو - (۳) اختلافِ دینین - (۴) اختلافِ دارین -

دراصل شریعتِ غرّا نے اِن چار اقسام کے موانع کو پیش کر کے بہت سے امور مفسدہ کا سدِّباب کر کے اعلیٰ درجہ کی حکمتِ عملی سے کام لیا ہے - جس کی تفصیل یہ ہے :-

(۱) غلامی وراثت میں اس لئے روک ہے - کہ غلام ان امور میں تصرّف نہیں کر سکتا جن میں ایک حریفِ آزاد شخص تصرّف کر سکتا ہے - مثلاً شہادت، ولایت اور مِلک -

(۲) وہ قتل جو مانع ارث ہے اس کی دو قسمیں ہیں :-

(ا) جس سے قصاص واجب ہوتا ہے - جیسے تیز دھار آلہ سے عمداً کسی کو قتل کیا جائے اسے قتلِ عمد کہتے ہیں -

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(ب) جس سے کفارہ لازم آتا ہے جس کو شبہ عمد کہتے ہیں۔ مثلاً بغیر تیز دھار آلہ سے قتل کرنا۔

پس ان دونوں صورتوں میں اگر ایک بیٹا اپنے باپ کو قتل کر ڈالے تو باوجود جائز وارث ہونے کے اس قتل کے باعث وہ اپنے باپ کی وراثت سے محروم ہو جائیگا۔ واقعی اگر دیکھا جائے تو دنیا میں کفر اور قتل سے بڑھ کر کوئی گناہ نہیں ہے۔ دنیا میں اکثر قتل رشتہ داروں کے اسی بناء پر ہوتے ہیں کہ ان کی وراثت کو اپنے قبضہ میں کیا جائے۔ لہٰذا شریعت نے اسکو بھی سببِ حرمان قرار دیا ہے۔ تاکوئی شخص بدیں خیال قتل پر جرأت ہی نہ کرسکے۔

(۳) اختلافِ دینین کو مندرجہ ذیل وجوہات کی بناء پر مانع وراثت قرار دیا گیا ہے:۔

(ا) تا محروم شخص اس تادیب سے متاثر و منفعل ہو کر اپنے کفر سے توبہ کرلیوے۔

(ب) اس لئے کہ تا ایک مسلمان کا مال اسلامی ریاست اور تسلط و تصرف میں ہی رہے اور اس طرح ایک کافر کے پاس جا کر وہی مال اسلام کے خلاف استعمال نہ ہو۔

(ج) تاکہ بعض کمزور طبائع کے مسلمان ان کے بد اثرات سے محفوظ رہنے کیلئے اُن سے میل جول نہ رکھ سکیں۔

(۴) اختلافِ دارین یعنی ایک مسلمان حکومت کے اندر رہتا ہو اور دوسرا ایسے غیر اسلامی حکومت میں رہتا ہو، جو اسلامی حکومت کے ساتھ برسرِ پیکار رہتی ہو۔ ایسی صورت میں ثانی الذکر مسلمان اوّل الذکر مسلمان کا وارث نہیں ہو سکتا۔ . . . .

. . . . . تاکہ اسلامی حکومت کا مال اسلامی حکومت کے پاس ہی رہے! اور غیر اسلامی مملکت میں جا کر اسلام کے خلاف استعمال نہ کیا جائے۔

میراث کے متعلق چند بنیادی اصول

ذوی الفروض اور عصبات کے احوال اور موانع الارث کے وجوہ بیان کرنے کے بعد اب میراث کے متعلق چند بنیادی اصول کا ذکر کیا جاتا ہے۔

(۱) پہلا اصل۔ الاقرب ثم الاقرب کا ہے۔ جس کا مفہوم یہ ہے۔ کہ جو شخص میت کا بلا واسطہ وارث ہو وہ میت کے زیادہ قریب ہوتا ہے بہ نسبت اسکے جو غیر کے واسطہ سے میت کا رشتہ دار بنے۔ اس لئے جب ایک میت کا ورثہ تقسیم کیا جائیگا تو میت کے سب سے زیادہ قریب شخص کا ضرور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لحاظ رکھا جائیگا۔ اور جو زیادہ قریب نہیں اسکو چھوڑ دیا جائیگا۔ مثلاً ایک آدمی فوت ہو جائے اسکا باپ اور دادا دونوں موجود ہوں۔ پس باپ وارث ہوگا لیکن دادا نہیں ہوگا۔ کیونکہ باپ بلاواسطہ قریبی ہے مگر دادا باپ کے واسطے سے قریبی بنتا ہے۔ اسی طرح ایک میت کا بیٹا اور ایک پوتا ہے۔ اس صورت میں بیٹا تو وراثت کا حقدار ہوگا پوتا نہیں۔ کیونکہ بیٹا بنسبت پوتے کے میت سے زیادہ قریب ہے۔ اس جگہ ایک سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ اس اصل کے مطابق ماں کی موجودگی میں اخیافی بھائیوں کو وراثت سے محروم ہو جانا چاہیئے۔ جیسا کہ باپ کی موجودگی میں اعیانی و علاتی بھائیوں کو کچھ حصہ نہیں ملتا؟

اس کا جواب یہ ہے۔ کہ اگرچہ یہ قیاس صحیح ہے۔ لیکن چونکہ نصِ صریح کے خلاف ہے اسلئے اسے کوئی وقعت نہیں دی جائیگی۔ دوسری یہ بات ہے کہ ماں کسی وقت بھی کل ترکہ کی وارث نہیں بن سکتی۔ یعنی اس کو عصبیت کا حق نہیں ملتا۔

(۲) دوسرا اصل یہ ہے کہ دو قرابتوں والا ایک قرابت والے شخص سے افضل ہوتا ہے جیسے اعیانی بھائیوں (سگے بھائیوں) کی موجودگی میں بنو علات (صرف باپ کی طرف سے بھائی) وارث نہیں ہوتے۔ ہاں بوجہ ذوی الفروض میں ہونے کے اخیافی بھائی بہن کو حقیقی بھائی بہنوں کی موجودگی میں حصہ ملتا ہے۔

نوٹ:۔

اس اہم مضمون میں مُبتدیوں کی سہولت کے لئے تقریباً ہر اصطلاح کی تشریح کر دی گئی ہے۔ اور ورثاء کے حصص پر یکجائی نظر ڈالنے کے لئے مکرمی جناب مولوی عبدالرحمٰن صاحب فاضل کا مرتب کردہ گوشوارہ (مندرجہ الفضل ۱۷ مئی ۳۰ء) دیا جاتا ہے۔ تاکہ احباب کو جہاں ان حصص کو ازبر کرنے میں آسانی رہے، وہاں ان کو یہ بھی علم ہو جاوے کہ کون کون سے رشتہ دار کن کن رشتہ داروں کی موجودگی میں وارث یا محروم ہوتے ہیں!

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ورثاء کے حصص معلوم کرنیکا گوشوارہ

نمبر شمار	نام ورثاء	1 جب کوئی اور وارث نہ ہو	2 لڑکا یا لڑکے	3 بیٹی	4 بیٹیاں	5 پوتا یا پوتے	6 پوتی	7 پوتیاں	8 بہن حقیقی	9 کئی بہنیں حقیقی	10 بھائی حقیقی	11 کئی بھائی حقیقی	12 بہن باپ کی طرف سے	13 کئی بہنیں باپ کی طرف سے	14 بھائی باپ کی طرف سے	15 کئی بھائی باپ کی طرف سے	16 بہن یا بھائی ماں کی طرف سے	17 کئی بہنیں یا بھائی ماں کی طرف سے	18 ماں	19 دادی	20 نانی	21 بیوی یا بیویاں	22 خاوند	23 باپ	24 دادا
1	بیٹی کے لئے	1/2	عصبہ	2/3	2/3	1/2	1/2	1/2	1/2	1/2	1/2	1/2	1/2	1/2	1/2	1/2	1/2	1/2	1/2	1/2	1/2	1/2	1/2	1/2	1/2
2	دو یا زیادہ بیٹیوں کیلئے	2/3	عصبہ	2/3	2/3	2/3	2/3	2/3	2/3	2/3	2/3	2/3	2/3	2/3	2/3	2/3	2/3	2/3	2/3	2/3	2/3	2/3	2/3	2/3	2/3
3	ایک پوتی کے لئے	1/2	×	1/6	×	عصبہ	2/3	2/3	1/2	1/2	1/2	1/2	1/2	1/2	1/2	1/2	1/2	1/2	1/2	1/2	1/2	1/2	1/2	1/2	1/2
4	کئی پوتیوں کے لئے	2/3	×	1/6	×	عصبہ	2/3	2/3	2/3	2/3	2/3	2/3	2/3	2/3	2/3	2/3	2/3	2/3	2/3	2/3	2/3	2/3	2/3	2/3	2/3
5	بہن حقیقی کے لئے	1/2	×	عصبہ	عصبہ	×	عصبہ	عصبہ	2/3	2/3	عصبہ	عصبہ	1/2	1/2	1/2	1/2	1/2	1/2	1/2	1/2	1/2	1/2	1/2	×	×
6	حقیقی بہنوں کیلئے	2/3	×	عصبہ	عصبہ	×	عصبہ	عصبہ	2/3	2/3	عصبہ	عصبہ	2/3	2/3	2/3	2/3	2/3	2/3	2/3	2/3	2/3	2/3	2/3	×	×
7	بہن باپ کی طرف سے	1/2	×	عصبہ	عصبہ	×	عصبہ	عصبہ	1/6	×	×	×	2/3	2/3	عصبہ	عصبہ	1/2	1/2	1/2	1/2	1/2	1/2	1/2	×	×
8	بہنیں باپ کی طرف سے	2/3	×	عصبہ	عصبہ	×	عصبہ	عصبہ	1/6	×	×	×	2/3	2/3	عصبہ	عصبہ	2/3	2/3	2/3	2/3	2/3	2/3	2/3	×	×
9	بہن یا بھائی ماں کیطرف سے	1/6	×	×	×	×	×	×	1/6	1/6	1/6	1/6	1/6	1/6	1/6	1/6	1/3	1/3	1/6	1/6	1/6	1/6	1/6	×	×
10	کئی بہنیں یا بھائی ماں کیطرف سے	1/3	×	×	×	×	×	×	1/3	1/3	1/3	1/3	1/3	1/3	1/3	1/3	1/3	1/3	1/3	1/3	1/3	1/3	1/3	×	×
11	ماں کے لئے	1/3	1/6	1/6	1/6	1/6	1/6	1/6	1/3	1/6	1/3	1/6	1/3	1/6	1/3	1/6	1/3	1/6	—	1/3	1/3	※ باقی کا 1/3	※ باقی کا 1/3	1/3	1/3
12	نانی ایک یا کئی کے لئے	1/6	1/6	1/6	1/6	1/6	1/6	1/6	1/6	1/6	1/6	1/6	1/6	1/6	1/6	1/6	1/6	1/6	×	1/6	1/6	1/6	1/6	1/6	1/6
13	دادی ایک یا کئی کے لئے	1/6	1/6	1/6	1/6	1/6	1/6	1/6	1/6	1/6	1/6	1/6	1/6	1/6	1/6	1/6	1/6	1/6	×	1/6	1/6	1/6	1/6	×	1/6
14	ایک بیوی یا کئی بیویاں	1/4	1/8	1/8	1/8	1/8	1/8	1/8	1/4	1/4	1/4	1/4	1/4	1/4	1/4	1/4	1/4	1/4	1/4	1/4	1/4	1/4	—	1/4	1/4
15	خاوند	1/2	1/4	1/4	1/4	1/4	1/4	1/4	1/2	1/2	1/2	1/2	1/2	1/2	1/2	1/2	1/2	1/2	1/2	1/2	1/2	1/2	—	1/2	1/2
16	باپ کے لئے	عصبہ	1/6	1/6 + عصبہ	1/6 + عصبہ	1/6	1/6 + عصبہ	1/6 + عصبہ	عصبہ	عصبہ	عصبہ	عصبہ	عصبہ	عصبہ	عصبہ	عصبہ	عصبہ	عصبہ	عصبہ	عصبہ	عصبہ	عصبہ	عصبہ	—	عصبہ
17	دادا کے لئے	عصبہ	1/6	1/6 + عصبہ	1/6 + عصبہ	1/6	1/6 + عصبہ	1/6 + عصبہ	عصبہ	عصبہ	عصبہ	عصبہ	عصبہ	عصبہ	عصبہ	عصبہ	عصبہ	عصبہ	عصبہ	عصبہ	عصبہ	عصبہ	عصبہ	×	—
18	لڑکا یا لڑکوں کے لئے	عصبہ	عصبہ	عصبہ	عصبہ	عصبہ	عصبہ	عصبہ	عصبہ	عصبہ	عصبہ	عصبہ	عصبہ	عصبہ	عصبہ	عصبہ	عصبہ	عصبہ	عصبہ	عصبہ	عصبہ	عصبہ	عصبہ	عصبہ	عصبہ
19	پوتا یا پوتوں کے لئے	عصبہ	×	عصبہ	عصبہ	عصبہ	عصبہ	عصبہ	عصبہ	عصبہ	عصبہ	عصبہ	عصبہ	عصبہ	عصبہ	عصبہ	عصبہ	عصبہ	عصبہ	عصبہ	عصبہ	عصبہ	عصبہ	عصبہ	عصبہ
20	ایک یا کئی بھائی حقیقی کیلئے	عصبہ	×	عصبہ	عصبہ	×	عصبہ	عصبہ	عصبہ	عصبہ	عصبہ	عصبہ	عصبہ	عصبہ	عصبہ	عصبہ	عصبہ	عصبہ	عصبہ	عصبہ	عصبہ	عصبہ	عصبہ	×	×
21	ایک یا کئی بھائی باپ کی طرف سے	عصبہ	×	عصبہ	عصبہ	×	عصبہ	عصبہ	⊗ عصبہ / ×	⊗ عصبہ / ×	×	×	عصبہ	عصبہ	عصبہ	عصبہ	عصبہ	عصبہ	عصبہ	عصبہ	عصبہ	عصبہ	عصبہ	×	×
22	چچا ایک یا کئی ہوں توان کیلئے	عصبہ	×	عصبہ	عصبہ	×	عصبہ	عصبہ	⊗ عصبہ / ×	⊗ عصبہ / ×	×	×	عصبہ / ×	عصبہ / ×	×	×	عصبہ	عصبہ	عصبہ	عصبہ	عصبہ	عصبہ	عصبہ	×	×

⊗ اگر بہن خود عصبہ ہو تو باپ کی طرف سے جو بھائی ہوں گے وہ گر جائینگے۔ اگر بہن وارث ہو تو پھر یہ عصبہ ہونگے۔ ※ بیوی یا خاوند ہو اور باپ ہو تو بیوی اور خاوند کا حصہ دیکر باقی کا 1/3 ماں کو ملیگا۔

1/6 + عصبہ یعنی پہلے بطور وارث کے 1/6۔ اور اگر اصحاب الفرائض سے کچھ بچ گیا تو وہ بھی لے لیگا جیسے باپ بیٹی بیٹیوں اور پوتیوں کیساتھ۔ عصبہ / × یہ اس بات کی علامت ہے کہ ایک حالت میں گر جائینگے اور دوسری میں وارث۔

× اس سے مراد یہ ہے کہ یہ وارث دوسرے وارث کے ساتھ مل کر کچھ نہیں لیگا۔ جیسے بھائی بیٹے کے ساتھ یا باپ کے ساتھ۔

— یہ اس بات کی علامت ہے۔ کہ یہ وارث دوسرے ایسے وارث کیساتھ جسکے نیچے یہ علامت ہو جمع نہیں ہوسکتا۔ جیسے خاوند خاوند کیساتھ۔ باپ باپ کیساتھ یا ماں ماں کے ساتھ

(ضیاء الاسلام پریس قادیان)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصیتیں

نوٹ:۔ وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں۔ کہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو تو دفتر کو اطلاع کر دے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ)

نمبر ۷۵۲۹ :۔ منکہ حاکم بی بی زوجہ چوہدری نور الٰہی صاحب قوم جٹ پیشہ خانہ داری عمر ۶۰ سال تاریخ بیعت بزمانہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ساکن بھینی بانگر ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۶/۶/۴۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائیداد مبلغ یکصد روپیہ مہر بذمہ خاوند ہے۔ میں اسکے ۱/۳ تیسرے حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اگر میری وفات کے بعد کوئی اور جائیداد میری ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۳ تیسرے حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی مہر کا حصہ میں اپنی زندگی میں ادا کرنے کی کوشش کروں گی۔ زیور میرے پاس کوئی نہیں ہے۔ العبد نشان انگوٹھا حاکم بی بی موصیہ۔ گواہ شد۔ نشان انگوٹھا عبد القیوم فرزند موصیہ۔ گواہ شد۔ نشان انگوٹھا نور الٰہی خاوند موصیہ۔

نمبر ۷۵۳۴ :۔ منکہ رحمت بی بی بیوہ فقیر محمد مرحوم قوم کشمیری پیشہ محنت مشقت عمر پینسٹھ ۶۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۰ء ساکن قادیان محلہ دار الرحمت شرقی ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۶/۶/۴۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں۔ اس وقت میری ماہوار آمد ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۹ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ میں بیوہ ہوں۔ جو میرا مہر تھا میں نے اپنے خاوند کو بخش دیا تھا۔ اس وقت میری جائیداد صرف ۱۰۰ روپیہ ہے۔ میری جائیداد ۱۰۰ روپے کا نواں حصہ ۱۱/۲/- روپے بنتے ہیں جو کہ میں قسط وار ادا کروں گی۔ تخمیناً میری اجرت کا کوئی علم نہیں۔ جو ماہوار ہے گا میں ضرور بضرور ادا کرتی رہوں گی۔ اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۹ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط المرقوم ۶/۶/۴۴ العبد:۔ رحمت بی بی موصیہ دار الرحمت شرقی نزدیک مکان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محمد امین نشان انگوٹھا۔ گواہ شد:۔ چوہدری مبارک علی بقلم خود۔ گواہ شد:۔ علی محمد اصحابی و موصی انسپکٹر وصایا موضع گکھانوالی حال وارد قادیان ×

نمبر ۷۵۲۰ :۔ منکہ احمد علی ولد منشی ثابت علی قوم احمدی مسلمان پیشہ زمینداری۔ عمر ۳۳ تاریخ بیعت نومبر ۱۹۳۲ء ساکن تاڑوا ڈاکخانہ لال پور ضلع ٹپارہ صوبہ بنگال۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۷-۶-۴۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اس وقت چونکہ میرے والد بزرگوار بفضل خدا بقید حیات ہیں اس لئے کوئی غیر منقولہ جائداد میری ملکیت میں نہیں ہے اور نہ کوئی ملازمت ہے۔ ہومیو پیتھک علاج معالجہ کا کام اختیار کیا ہوا ہے جسکی آمد اوسطاً ماہوار دس ۱۰/ روپے سے زاید نہیں رہتی ہے۔ معیشت کا سامان بھی والد بزرگوار کے ساتھ ہے۔ بہر حال اسوقت میں وصیت کرتا ہوں۔ میری آمد کا آٹھواں حصہ ۱/۸ حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کو ادا کرتا رہونگا۔ اور میری وفات کے بعد میری جو جائیداد ثابت ہوگی اس کا بھی ۱/۸ آٹھواں حصہ کی وصیت کرتا ہوں بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان۔ کہ میری متروکہ جائیداد کے آٹھویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور آئندہ جو بھی میری آمد ہوگی یا آمد میں ترقی ہو خواہ کسی طرح سے ہو اس کا آٹھواں حصہ ۱/۸ ماہ بماہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کو ادا کرتا رہونگا۔ و باللہ التوفیق۔ العبد:۔ احمد علی احمدی پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ تاروا۔ گواہ شد:۔ راقم الحروف ظل الرحمن مبلغ دعوۃ و تبلیغ قادیان۔ گواہ شد:۔ مظفر الدین چوہدری (بی۔اے) جنرل سیکرٹری بنگال پراونشل انجمن احمدیہ ڈھاکہ ۱۷-۶-۴۴ ×

نمبر ۷۵۱۵ :۔ منکہ امۃ النصیر بنت حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ قوم مغل پیشہ طالبعلمی ساکن قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۰-۸-۴۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری اس وقت کوئی منقولہ یا غیر منقولہ جائیداد نہیں مجھے میرے والد صاحب کی طرف سے ۱۵/- روپے ماہوار بطور جیب خرچ ملتے ہیں۔ اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ نیز میرے مرنیکے بعد جو بھی جائداد میری ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ الامۃ:۔ امۃ النصیر بیگم موصیہ۔ مرزا محمود احمد والد موصیہ۔ گواہ شد:۔ مرزا منیر احمد ×

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نمبر ۷۵۱۳ :۔ منکہ مرزا انور احمد ولد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ۔ قوم مغل پیشہ طالبعلمی عمر ۱۶ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۴۳-۳-۱۰ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت منقولہ و غیر منقولہ کوئی جائداد نہیں۔ مجھے میرے والد صاحب کیطرف سے ۱۵/- روپے بطور جیب خرچ ملتے ہیں میں اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ نیز اگر میرے مرنیکے بعد میری کوئی جائداد ثابت ہو تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی العبد مرزا انور احمد۔ گواہ شد :۔ سید ارتضٰی علی موصی دریا گنج دہلی۔ گواہ شد :۔ مرزا منیر احمد۔

نمبر ۷۵۱۷ :۔ منکہ امۃ اللہ حلیمہ بیگم زوجہ کرنل اوصاف علی خانصاحب قوم شیخ صدیقی عمر ۴۸ سال پیدائشی احمدی ساکن فیض بازار دریا گنج دہلی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۴۳-۳-۶ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری اسوقت کوئی منقولہ و غیر منقولہ جائداد نہیں ہے۔ مجھے خاوند کی طرف سے دس روپے ماہوار جیب خرچ ملتا ہے۔ میں نے اپنا زیور چندہ مسجد برلن میں دیدیا تھا۔ مہر میں اپنے خاوند کو معاف کر چکی ہوں۔ اسلئے اس جیب خرچ کا میں ۱/۱۰ حصہ بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتی ہوں۔ اور انشاء اللہ ماہوار ادا کرتی رہوں گی۔ اگر میرے مرنیکے بعد میری کوئی منقولہ یا غیر منقولہ جائیداد نکلے تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی۔ سوائے اسکے جو میں نے اپنی زندگی میں ادا کر دیئے ہوں۔ الامۃ :۔ امۃ اللہ حلیمہ بیگم موصیہ۔ گواہ شد :۔ اوصاف علی خاں خاوند موصیہ۔
گواہ شد :۔ مرزا منیر احمد ۱۷ دریا گنج دہلی۔

نمبر ۷۵۲۳ :۔ منکہ بشیر احمد ولد چوہدری محمد الدین قوم جٹ پیشہ کاشتکاری عمر ۲۱ سال۔ پیدائشی احمدی موضع چک ۵۶۵ گ ب ڈاکخانہ گنگا پور ضلع لائلپور۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۴۳-۱-۲۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت کوئی منقولہ یا غیر منقولہ جائداد نہیں۔ البتہ میں ماہوار گذارہ جو اپنے والد صاحب سے لیتا ہوں وہ مستقل طور پر معین نہیں ہے لیکن اسوقت قریباً ۴۰ روپے ماہوار لیتا ہوں۔ میں اسوقت اس آمد کا ۱/۱۰ حصہ ماہ بماہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں ادا کرتا رہونگا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اگر میری آمد میں کمی بیشی ہوگی تو اسکی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ کو کرتا رہوں گا۔ اسکے علاوہ وفات کے وقت اگر کوئی جائداد میری ثابت ہو تو اسکے ۱/۳ حصہ کی بھی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد۔ بشیر احمد موصی واقف زندگی۔ گواہ شد۔ محمد الدین والد موصی۔ گواہ شد۔ برکت علی سیکرٹری مال۔

نمبر ۷۵۱۹:۔ منکہ اللہ دتا ولد چوہدری جمال الدین صاحب قوم راجپوت بندیشہ پیشہ زمیندارہ عمر پچاس سال۔ تاریخ بیعت ۱۹۰۹ء ساکن حسن پور ڈاکخانہ مبارک پور ضلع ملتان۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۳ ۶/۴۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اسوقت حسب ذیل جائداد ہے۔ (۱) چھپن بیگھہ اراضی حیدی واقع حسن پور قیمتی ۸۴۰۰/- (۲) اراضی بیالیس بیگھہ واقع جاپور قیمتی اندازاً ۲۶۰۰/- روپیہ جو کہ خود پیدا کردہ ہے یعنی کل ۱۱۰۰۰/- روپیہ ہوتا ہے جسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں اگر اسکے علاوہ میں کوئی جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ پیدا کروں تو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ہوگی۔ اور اگر میرے مرنیکے بعد اسکے علاوہ میری کوئی جائیداد ثابت ہوگی تو ۱/۱۰ حصہ پر یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میں مبلغ ۱۱۰۰۰/- کا ۱/۱۰ حصہ جو مبلغ ۱۱۰۰/- روپیہ ہوتا ہے جس وقت صدر انجمن احمدیہ قادیان میں داخل کرا دونگا تو زمین کا مالک متصور ہونگا۔ ورنہ پیداوار کے ۱/۱۰ حصہ ہر فصل پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ العبد:۔ اللہ دتا قلم خود موصی۔ گواہ شد:۔ سردار علی پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ حسن پور۔ گواہ شد۔ حکیم محمد سائیں قلم خود۔ گواہ شد۔ خداداد سیکرٹری تبلیغ حسن پور۔

نمبر ۶۵۱۴:۔ منکہ محمد عبد الخالق ولد محمد شفیع صاحب قوم سندل۔ پیشہ ٹھیکیداری عمر تقریباً ۴۰ سال پیدائشی احمدی کوٹلی لوہاراں غربی ڈاکخانہ خاص ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱/۴۴۔ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری آمدنی معین نہیں۔ میں اپنی سالانہ آمدنی کا ساتواں حصہ تازیست داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ میری موجودہ جائیداد جو اپنے خاندان کیساتھ مشترک ہے اسکی تفصیل حسب ذیل ہے۔ چار مکان سکنی پختہ واقع کوٹلی لوہاراں غربی ضلع سیالکوٹ۔ ایک مکان پختہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسن ۵ عدد دکانات واقع شہر سیالکوٹ و اراضی چاہی زرعی جس کا رقبہ مجموعی تقریباً ۴۲ گھماؤں ہے۔ واقع موضع لگیواں، نکھووال و بلھووال و گگے وال دکوٹ باوا ضلع سیالکوٹ۔ اس جائداد پر قرضہ بھی ہے۔ جسکی ادائیگی کے بعد حصہ جائداد کا تعین ہوگا۔ اسکے علاوہ ایک کارخانہ بنام وکٹری انجنیئرنگ ورکس واقع فتح محمد روڈ لاہور جس میں میرا نصف حصہ ہے۔ میرے مرنے پر جو جائداد ثابت ہو اسکے ۱/۴ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان اس وصیت کی رُو سے ہوگی۔ العبد:۔ محمد عبد الخالق بقلم خود فتح محمد روڈ لاہور۔ گواہ شد:۔ خواجہ محمد گل دار العلوم قادیان۔ گواہ شد:۔ رحمت اللہ برادر اصغر موصی۔ گواہ شد:۔ صوفی عبد الغفور اگر میٹل ورکس فلیمنگ روڈ لاہور ؛

نمبر ۷۵۲۴ :۔ منکہ پیر بخش ولد میاں شیرا صاحب قوم ارائیں پیشہ ملازمت عمر ۴۴ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۱ء ساکن صریح ضلع جالندھر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۶/۶/۴۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ مندرجہ ذیل غیر منقولہ جائداد ہم چار بھائیوں میں مشترک ہے۔ (۱) ایک حویلی واقعہ موضع صریح قیمتی ۴۰۰/- (۲) ایک رہائشی مکان واقع موضع صریح ۱۰۰۰/- (۳) ایک مربعہ اراضی ریاست بہاولپور ضلع بہاولنگر چک ۳۲ نہر R.3 قیمتی ۱۰۰۰۰/- روپے۔ میں مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۴ حصہ کا مالک ہوں۔ میں اپنے حصہ کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ میرے مرنے کے بعد اگر کوئی جائیداد بھی ثابت ہو تو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اس وقت میرے ذمہ میری اہلیہ کا مہر ۴۰۰/- قرض ہے۔ میرے حصہ وصیت کردہ کی مالیت کا اندازہ کرتے وقت اس قرض کو اس سے منہا کر دیا جائیگا۔ (نوٹ) جنگ کی گرانی کیوجہ سے جائیداد کی قیمت بڑھ گئی ہے۔ اسلئے بوقت ادائیگی رائج الوقت قیمتوں کے مطابق جائیداد کی مالیت کا اندازہ کیا جائیگا۔ اگر میں حصہ وصیت کردہ میں سے کچھ حصہ صدر انجمن کے نام ہبہ کردوں یا اسکی قیمت ادا کردوں تو وہ رقم حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ اسکے علاوہ میرا گذارہ اسوقت اپنی ملازمت کی آمد پر ہے۔ جو کہ ۴۵/- روپے ماہوار ہے۔ میں اپنی آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی وصیت کرتا ہوں۔ العبد:۔ پیر بخش بقلم خود موصی۔ گواہ شد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محمد ظہورالدین آگرہ۔ گواہ شد۔ محمد اسحاق عابد آگرہ ٭

نمبر ۳۴۹۷ :- منکہ جمعدار سومر خاں ولد حاجی بلاول خاں صاحب احمدی۔ قوم جونیجو پیشہ ملازمت عمر ۳۸ سال۔ تاریخ بیعت ۱۹۲۷ء ساکن وڑاڈاکخانہ باڈہ تحصیل ڈوکری ضلع لاڑکانہ سندھ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۴/۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں اپنی جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ اس وقت میرے والد صاحب خدا کے فضل سے زندہ ہیں۔ میری پیدا کردہ جائیداد مندرجہ ذیل ہے ساڑھے تین جریب زمین زرعی ہے جس میں اڑھائی جریب زمین خشکی میں ہے اور ایک جریب آبی ہے۔ کل موجودہ شرح سے مبلغ چھ صد روپیہ کی قیمت رکھتی ہے۔ اگر اس میں سے اپنے حیات میں جس قدر رقم داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کر دیا تو وہ اس میں سے منہا کیا جاویگا۔ میرا گذارہ ماہوار تنخواہ پر ہے۔ جو مبلغ تیس روپے میری تنخواہ ہے۔ اور ۸/- روپے الاؤنس جنگ ہے۔ یہ کل مبلغ ۳۸/- روپے ہوتے ہیں اس میں سے تادم حیات ماہوار خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں ۱/۱۰ حصہ داخل کرتا رہونگا۔ اور تنخواہ کی کمی بیشی کی اطلاع صدر انجمن احمدیہ قادیان کو کرتا رہونگا نیز اگر میری وفات پر کوئی اور جائداد ثابت ہو تو اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ العبد:- جمعدار سومر خاں موصی۔ گواہ شد:- حکیم ملک میر احمد امیر جماعت احمدیہ۔ گواہ شد:- اللہ جوڑیا خاں نشان انگوٹھا ٭

نمبر ۵۸۴۷ :- مسماۃ نعامت بیوہ لہنا قوم تھراج پیشہ مزدوری عمر ۵۰ سال تاریخ بیعت سنہ ۱۹۳۰ء ساکن حسن پور ڈاکخانہ مبارک پور ضلع ملتان۔ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۴/۱۰ ۳۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری اسوقت حسب ذیل جائداد ہے۔ ایک عدد گاؤ مادہ قیمتی ۶۰/-۔ دو عدد بالیاں وزن ایک تولہ قیمت ۸۰/- روپے۔ مبلغ یکصد روپیہ نقد۔ کل مبلغ دوسو چالیس روپے ہوتے ہیں۔ جسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اگر میرے مرنیکے بعد اسکے علاوہ بھی کوئی جائیداد ثابت ہوگی تو اسکے ۱/۱۰ حصہ پر یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میں ۲۴۰/- روپے کے ۱/۱۰ حصہ جو مبلغ ۲۴/- روپے بنتے ہیں، بعد منظوری وصیت انشاء اللہ یکمشت ادا کر دونگی۔ الامۃ:- مائی نعامت موصیہ نشان انگوٹھا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گواہ شد: سردار علی بقلم خود۔ گواہ شد: خداداد بقلم خود ؏

نمبر ۷۵۷۷: منکہ خلیفہ منیر الدین احمد ولد خلیفہ رشید الدین صاحب مرحوم قوم شیخ صدیقی۔ پیدائشی احمدی۔ ساکن قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۔ اپریل ۱۹۳۲ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری آمدنی اسوقت ۱۰/- روپے ماہوار جو مجھے میری والدہ صاحبہ کیطرف سے بطور جیب خرچ ملتا ہے۔ نیز کچھ جائداد ہم سب بھائی بہنوں کی لاہور میں واقع ہے۔ جسکی ابھی تقسیم نہیں ہوئی۔ میں اس جائداد کے اپنے حصہ کی اور اپنے جیب خرچ کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ نیز میرے مرنے پر جو میری جائداد ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی بھی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد: خلیفہ منیر الدین احمد۔ گواہ شد: مرزا منیر احمد دریا گنج دہلی۔ گواہ شد: خلیفہ صلاح الدین احمد ؏

نمبر ۷۶۳۱: مسماۃ عطیہ بیگم زوجہ چوہدری عزیز احمد صاحب باجوہ قوم جٹ باجوہ عمر ۲۴ سال پیدائشی احمدی حال قادیان ساکن تلونڈی عنایت خاں ڈاکخانہ پسرور ضلع سیالکوٹ۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۴-۶-۳۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائداد حسب ذیل ہے اسکے ۱/۹ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ پانچسو روپیہ حق مہر بذمہ خاوند ہے۔ اور ۱۵۰۰/- روپیہ نقد بذمہ میرے والد صاحب چوہدری غلام علی باجوہ کے ہے اسکے علاوہ میرے پاس حسب ذیل زیور بھی ہے۔ چوڑیاں طلائی ورنی ۶ تولہ قیمت ۲۴۰/- روپے۔ انگوٹھیاں طلائی ۲ عدد قیمت ۵۰/- روپے۔ ٹاپس طلائی قیمت ۲۲/- روپے۔ اس مذکورہ بالا جائیداد کی ۱/۹ حصہ کی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ جوکہ ۱/۹ کے حساب سے ۲۷۷/- روپے اور دو پائی بنتی ہے۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد بمد وصیت داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کردوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دیجائیگی۔ اگر بعد کوئی جائداد اور پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہونگی اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کیوقت جسقدر میری جائیداد ہو اسکے ۱/۹ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ الامۃ: عطیہ بیگم باجوہ۔ گواہ شد: غلام حسن سفید پوش دار الفضل۔ گواہ شد: علی محمد انسپکٹر وصایا صحابی موصی قادیان ؏

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نمبر ۷۵۴۰: منکہ سلیم الدین احمد ولد رفیع الدین احمد قوم شیخ قانونگو عمر ۱۷ سال ساکن قادیان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۰/۶/۴۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اسوقت میری جائیداد کوئی نہیں کیونکہ والد بزرگوار بفضلہ تعالیٰ حیات ہیں۔ مجھے والدصاحب کی طرف سے مبلغ ۱۰/- روپے ماہوار بطور جیب خرچ ملتے ہیں۔ میں اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ کرتا ہوں۔ اور یہ میں انشاء اللہ تعالیٰ ماہ بماہ ادا کرتا رہونگا۔ اور اگر بعد میں میری آمد میں کوئی اضافہ ہوا یا بوقت وفات میری کوئی جائداد ثابت ہوگی تو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد سلیم الدین احمد بقلم خود۔ گواہ شد۔ شیخ رفیع الدین احمد والد موصی۔ گواہ شد۔ شیخ ارشد علی ایڈووکیٹ بٹالہ۔

نمبر ۶۷۳۷: منکہ شمیم سلطانہ بنت محمد ابراہیم خانصاحب قوم پٹھان یوسف زئی عمر ۱۶ برس پیدائشی احمدی ساکن دار الرحمت قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۹/۴/۴۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری فی الحال کوئی جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ نہیں ہے۔ اگر میرے مرنیکے بعد کوئی جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ ثابت ہو تو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی۔ مجھے اسوقت ۱/- روپے ماہانہ بطور جیب خرچ ملتے ہیں جسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ الامۃ شمیم سلطانہ۔ گواہ شد۔ مرزا منیر احمد۔ گواہ شد۔ سید مرتضیٰ علی ۲۹/۴/۴۲۔

نمبر ۶۲۶۸: منکہ نواب بی بی زوجہ محمد علی احمدی قوم راول راجپوت عمر ۲۸ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۰ء ساکن فیض اللہ چک ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۳/۹/۴۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائداد حسب ذیل ہے۔ مہر مبلغ یکصد روپیہ جو میرے خاوند کے ذمہ ہے اور ایک راس گائے جس کی قیمت اندازاً چالیس روپے ہے۔ اسکے سوا میری کوئی جائداد نہیں ہے۔ میں اسکے ۱/۹ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ میرے مرنیکے بعد اگر کوئی اور جائداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۹ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میرے پاس اس وقت کوئی زیور نہیں۔ الامۃ۔ نواب بی بی موصیہ نشان انگوٹھا۔

گواہ شد۔ محمد علی نجومی خاوند موصیہ۔

گواہ شد۔ حکیم فتح محمد۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مقاصد و قواعد رسالہ

رسالہ ریویو آف ریلیجنز (اردو) سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۹۰۲ء میں حسب ذیل مقاصد کے پیشِ نظر جاری فرمایا تھا:۔

غیر مذاہب کے مقابلہ میں اسلام کی فوقیت ظاہر کرنا۔

مخالفینِ اسلام کے حملوں کا جواب دینا۔

صحیح اسلامی عقائد کی اشاعت و تعلیم دینا۔

یہ رسالہ ہر انگریزی ماہ کی یکم تاریخ کو قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے۔ اگر پندرہ تاریخ تک کسی خریدار کو رسالہ نہ ملے تو بروقت شکایت موصول ہونے پر رسالہ دوبارہ ارسال کیا جائیگا۔

رسالہ کی سالانہ قیمت اندرونِ ہند تین روپے اور بیرونِ ہند چار روپے ہے۔ طلباء اور غیر احمدی اصحاب سے رعایتی قیمت اڑھائی روپیہ لی جاتی ہے۔

خریداران کو دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیئے، ورنہ عدم تعمیل یا تعمیل میں تاخیر کی ذمہ داری دفتر پر نہ ہوگی۔

ترسیلِ زر اور تمام دفتری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہونی چاہیئے۔

یہ رسالہ جماعت احمدیہ کا ایک ہی قومی اردو ماہنامہ ہے، بوجہ علمی مجلّہ ہونے کے اس کے فائل محفوظ رکھے جاتے ہیں اور ایک وسیع علمی طبقہ کی نظر سے گذرتا ہے۔ اس لئے اس میں اشتہار دینا مفید ہے۔ نرخنامہ اشتہارات حسب ذیل ہے:۔

تعداد	ایک ماہ	تین ماہ	چھ ماہ	ایک سال
ایک صفحہ	تیس روپے	اٹھتر روپے	ایکسو چوالیس روپے	دوسو ستر روپے
نصف صفحہ	اٹھارہ روپے	اڑتالیس روپے	چوراسی روپے	ایکسو پچاس روپے
ربع صفحہ	بارہ روپے	تیس روپے	چوّن روپے	نوّے روپے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۱۷۹

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ستّر کتابیں!

صرف پچیس ۲۵ روپے میں!

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ستّر کتابیں جو رسالہ ریویو کے سائز پر قریباً چھ ہزار صفحوں کی ہیں۔ صرف پچیس ۲۵ روپے میں فروخت ہو رہی ہیں۔ پہلے یہ کتابیں تیس روپے میں فروخت ہوتی تھیں۔ مگر اب پہلے سٹاک میں سے بعض ختم ہوگئی ہیں۔ اس لئے قیمت پچیس ۲۵ روپے کر دی گئی ہے۔ بعض کتابوں کے نام یہ ہیں:۔

براہین احمدیہ مکمل	تریاق القلوب
کتاب البریۃ	تحفہ گولڑویہ
آئینہ کمالاتِ اسلام	اربعین ہر چہار حصّہ
شہادۃ القرآن	نسیمِ دعوت
نور القرآن	تذکرۃ الشہادتین
ملفوظات	حقیقۃ الوحی
مسیح ہندوستان میں	لجۃ النور

یہ سب کتابیں نئی ہیں آرڈر کے ہمراہ دو روپے ارسال فرمائیں!

مینجر رسالہ ریویو اردو۔ قادیان